"ترجمان السنۃ" کا ایک باب

الامام المہدی
رضوان اللہ علیہ وسلامہ

تالیف

زبدۃ المحدثین حضرۃ مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنی قدس سرہ، فاضل دیوبند
تلمیذ ارشد امام المحدثین حضرۃ مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

لاہور ○ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

کئی سال سے زائد عرصہ ہو رہا ہے کہ پاکستان کے عوام و خواص میں "سیدنا الامام المہدی رضوان اللہ علیہ وسلامہ" کی ذاتِ اقدس مختلف انداز سے موضوعِ گفتگو بنی ہوئی ہے "الامام المہدی" کے بارے میں سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشنگوئی حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اس میں تکرار کرے۔

زبدۃ المحدثین حضرت مولانا سید محمد بدرِ عالم مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ تلمیذ ارشد خاتم المحدثین شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی شہرۂ آفاق تالیف "ترجمان السنۃ" میں "الامام المہدی" کے عنوان سے پورا ایک باب لکھا ہے۔ حالات کے تقاضے کے تحت اس کو الگ شائع کیا جا رہا ہے۔

احقر نفیس الحسینی

۱۱ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ

کریم پارک ۔ لاہور

ترجمان السنۃ کا ایک باب

الامام المہدی رضوان اللہ علیہ وسلامہ

تالیف

زبدۃ المحدثین حضرۃ مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنی قدس سرہٗ، فاضل دیوبند
تلمیذ ارشد امام المحدثین حضرۃ مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

لاہور ○ پاکستان

فہرست مضامین

صفحہ نمبر		نمبر شمار
۵	امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلامہٗ کا نام ونسب وحلیہ شریف	۱
۵	آپ کے ظہور سے پہلے سفیانی کا خروج شاہ روم اور مسلمانوں کی جنگ اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا۔	۲
۶	امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلامہٗ کی تلاش اور اُن سے بیعت کرنا۔	۳
۶	خراسانی سردار کا امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلامہٗ کی اعانت کے لیے فوج روانہ کرنا اور سفیانی کے لشکر کا تباہ ہو جانا۔	۴
۷	عیسائیوں کا مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اجتماع اور امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلامہٗ کے ساتھ خونریز جنگ اور آخر میں امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلامہٗ کی فتح مبین۔	۵
۷	ستر ہزار فوج کے ساتھ امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلامہٗ کی فتح قسطنطنیہ کے لیے روانگی اور ایک نعرہ تکبیر سے شہر کا فتح ہونا۔	۶
۸	امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلامہٗ کا دجّال کی تلاش کے لیے ایک دستہ روانہ فرمانا اور اُن کی افضلیت کا حال۔	۷
۸	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اُترنا اور اس وقت کی نماز امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلامہٗ کی امامت میں ادا کرنا۔	۸
	امام مہدی رضوان اللہ علیہ وسلامہٗ کے عہد کی خوشحالی اور اُس کی مدت	۹

الامام المہدی

رضوان اللہ علیہ وسلامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امام مہدی کی احادیث مطالعہ فرمانے سے قبل ان کا مختصر تذکرہ معلوم کرلینا ضروری ہے۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:

حضرت امام مہدی کا نام و نسب اور ان کا حلیہ شریف

حضرت امام مہدی سید اور اولادِ فاطمہ زہراؓ میں سے ہیں۔ آپ کا قد و قامت قدرے لانبا، بدن چست، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے مشابہ ہوگا، نیز آپ کے اخلاق پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری مشابہت رکھتے ہوں گے۔ آپ کا اسم شریف محمد والد کا نام عبداللہ، والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا، زبان میں قدرے لکنت ہوگی جس کی وجہ سے تنگدل ہوکر کبھی کبھی ران پر ہاتھ ماریں گے۔ آپ کا علم لدنی (خداداد) ہوگا۔ سید برزنجیؒ اپنے رسالہ الاشاعت میں تحریر کرتے ہیں کہ تلاش کے باوجود مجھ کو آپ کی والدہ کا نام روایات میں کہیں نہیں ملا۔

آپ کے ظہور سے قبل سفیانی کا خروج، شاہ روم اور مسلمانوں میں جنگ اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا۔

آپ کے ظہور سے قبل ملک عرب و شام میں ابوسفیانؓ کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو سادات کو قتل کرے گا۔ اس کا حکم ملکِ شام و مصر کے اطراف میں چلیگا اس درمیان میں بادشاہِ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی۔ لڑنے والا فریق قسطنطنیہ پر قبضہ کرلے گا۔ بادشاہِ روم دارالخلافہ کو چھوڑ کر ملکِ شام میں پہنچ جائیگا اور عیسائیوں کے دوسرے فریق کی اعانت سے اسلامی فوج ایک خونریز جنگ کے بعد فریقِ مخالف پر فتح پائے گی۔ دشمن کی شکست کے بعد موافق فریق میں سے ایک شخص نعرہ لگائے گا کہ صلیب غالب ہوگئی اور اسی کے نام سے یہ فتح ہوئی۔ یہ سُن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے مار پیٹ کرے گا اور کہے گا نہیں دینِ اسلام

لہ حسب بیان سید برزنجی یہ شخص خالد بن یزید بن ابی سفیان کی نسل سے ہوگا۔ امام قرطبی نے اپنے تذکرہ میں اس کا نام عروہ تحریر فرمایا ہے۔ سید برزنجی نے اپنے رسالہ الاشاعت میں اس کا حلیہ اور اس کے دور کی پوری تاریخ تحریر فرمائی ہے مگر اس کا اکثر حصہ موقوف روایات سے ماخوذ ہے اسی لئے ہم نے شاہ صاحبؒ کے رسالہ سے اس کا مختصر تذکرہ نقل کیا ہے امام قرطبیؒ نے بھی امام مہدی کے دور کی پوری تاریخ نقل فرمائی ہے۔ تذکرہ قرطبی گو اس وقت دستیاب نہیں مگر اس کا مختصر مؤلفہ امام شعرانی عام طور پر ملتا ہے قابلِ ملاحظہ ہے۔ سید برزنجی کے رسالہ میں امام مہدی کے زمانہ کے مفصل اور مرتب تاریخ کے علاوہ اس باب کی مختصر حدیثوں میں جمع و تطبیق کی پوری کوشش کی گئی ہے لیکن چونکہ اس باب کی اکثر روایات ضعیف ہیں اس لئے ہم نے ان کے درمیان تطبیق نقل کرنے کی چنداں اہمیت محسوس نہیں کی۔

غالب ہوا اور اسی کی وجہ سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لئے پکاریں گے جس کی وجہ سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

بادشاہ اسلام شہید ہو جائے گا۔ عیسائی ملکِ شام پر قبضہ کرلیں گے اور آپس میں ان دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائے گی، باقی مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے، عیسائیوں کی حکومت خیبر تک (جو مدینہ منورہ سے قریب ہے) پھیل جائے گی۔ اس وقت مسلمان اس فکر میں ہوں گے کہ امام مہدی کو تلاش کرنا چاہیے، تاکہ اُن کے ذریعہ سے یہ مصیبتیں دُور ہوں۔ اور دشمن کے پنجے سے نجات ملے۔

امام مہدی کی تلاش اور ان سے بیعت کرنا

حضرت امام مہدی اُس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس ڈر سے کہ بادا لوگ مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کی تکلیف دیں مکہ معظمہ چلے جائیں گے۔ اس زمانے کے اولیائے کرام اور ابدالِ عظام آپ کو تلاش کریں گے بعض آدمی مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے بھی کریں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام رکن اور مقامِ ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ کو مجبور کر کے آپ سے بیعت کرلے گی۔ اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گذشتہ ماہِ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا۔ اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی "هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا" اس آواز کو اس جگہ کے تمام خاص و عام سن لیں گے بیعت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی۔ شام و عراق اور یمن کے اولیائے کرام و ابدالِ عظام آپ کی صحبت میں اور ملکِ عرب کے لاتعداد لوگ آپ کے لشکر میں داخل ہو جائیں گے اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے (جس کو "تاج الکعبہ" کہتے ہیں)

خراسانی سردار کا امام مہدی کی اعانت کے لئے فوج روانہ کرنا اور سفیانی کے لشکر کا ہلاک و تباہ ہو جانا

نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔ جب یہ خبر اسلامی دنیا میں پھیلے گی تو خراسان سے ایک شخص ایک بہت بڑی فوج لیکر آپ کی مدد کے لئے روانہ ہوگا۔ جو راستہ میں بہت سے عیسائیوں اور بددینوں کا صفایا کرے گا۔ اس لشکر کے مقدمۃ الجیش کی کمان منصور نامی ایک شخص کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ سفیانی (جس کا ذکر اوپر گذر چکا) اہل بیت کا دشمن ہوگا اس کی ننہال قوم بنو کلب ہوگی۔ حضرت امام مہدی کے مقابلہ کے واسطے اپنی فوج بھیجے گا۔ جب یہ فوج مکہ و مدینہ کے درمیان ایک میدان میں پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ اس فوج کے نیک و بد سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کے عقیدے اور عمل کے مطابق ہوگا۔ ان میں سے صرف دو آدمی بچیں گے ایک حضرت امام مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع دے گا اور دوسرا سفیانی کو۔ عرب کی فوجوں کے اجتماع کا حال سن کر عیسائی بھی چاروں طرف سے فوجوں کے جمع کرنے کی کوشش میں لگ جائیں گے اور اپنے اور روم کے

عیسائیوں کا مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے اجتماع اور امام مہدی کے ساتھ خونریز جنگ اور آخر میں امام مہدی کی فتح مبین

ممالک سے فوج کثیر لے کر امام مہدی علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے شام میں جمع ہو جائیں گے ان کی فوج کے اس وقت ستر جھنڈے ہوں گے۔ اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار سپاہ ہوگی (جس کی کل تعداد ۸۴۰۰۰۰ ہوگی) حضرت امام مہدی مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہو کر شام کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔ دمشق کے پاس آکر عیسائیوں کی فوج سے مقابلہ ہوگا۔ اس وقت حضرت امام مہدی کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ تو نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جائے گا، خداوند کریم ان کی توبہ ہرگز قبول نہ فرمائے گا۔ باقی فوج میں سے کچھ تو شہید ہو کر بدر و احد کے شہداء کے مراتب کو پہنچیں گے اور کچھ توفیق ایزدی فتحیاب ہو کر ہمیشہ کے لئے گمراہی اور انجام بد سے چھٹکارا پالیں گے حضرت امام مہدی دوسرے روز پھر نصاریٰ کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے اس روز مسلمانوں کی ایک جماعت یہ عہد کر کے نکلے گی کہ یا میدان جنگ فتح کریں گے یا مر جائیں گے یہ جماعت سب کی سب شہید ہو جائے گی حضرت امام مہدی باقی ماندہ قلیل جماعت کے ساتھ لشکر میں واپس آئیں گے۔ دوسرے دن پھر ایک بڑی جماعت یہ عہد کرے گی کہ فتح کے بغیر میدان جنگ سے واپس نہیں آئیں گے یا مر جائیں گے، اور حضرت امام مہدی کے ہمراہ بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کریں گے اور آخر یہ بھی جام شہادت نوش کریں گے۔ شام کے وقت حضرت امام مہدی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ لوٹیں گے۔ تیسرے روز اسی طرح ایک بڑی جماعت قسم کھا کر نکلے گی اور وہ بھی شہید ہو جائے گی اور حضرت امام مہدی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے آئیں گے۔ چوتھے روز حضرت امام مہدی رسد گاہ کی محافظ جماعت کو لے کر دشمن سے پھر نبرد آزما ہوں گے۔ یہ جماعت تعداد میں بہت کم ہوگی مگر خداوند کریم ان کو فتح مبین عطا فرمائیگا۔

عیسائی اس قدر قتل ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی بو نکل جائے گی اور بے سروسامان ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ جائیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہتوں کو جہنم رسید کر دیں گے اس کے بعد حضرت امام مہدی بے انتہا انعام و اکرام اس میدان کے شیروں جانبازوں پر تقسیم فرمائیں گے مگر اس مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان و قبیلے ایسے ہوں گے جن میں فی صدی صرف ایک ہی آدمی بچا ہوگا۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی بلاد اسلام کے نظم و نسق اور فرائض و حقوق العباد کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے، چاروں طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں گے اور ان

ستر ہزار فوج کے ساتھ امام مہدی کی فتح قسطنطنیہ کیلئے روانگی اور ایک نعرہ تکبیر سے شہر کا فتح ہو جانا

مہمات سے فارغ ہو کر فتح قسطنطنیہ کے لئے روانہ ہو جائیں گے بحیرہ روم کے کنارے پر پہنچ کر قبیلہ بنو اسحاق کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کی خلاصی کے لئے جس کو آج کل استنبول کہتے ہیں مقرر فرمائیں گے۔ جب یہ فصیل شہر کے قریب

پہنچ کر نعرہ تکبیر بلند کریں گے تو اس کی فصیل تمام خدا کی برکت سے بیکایک گر جائے گی۔ مسلمان یلغار کر کے شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ سرکشوں کو ختم کر کے ملک کا انتظام نہایت عدل و انصاف کے ساتھ کریں گے۔ ابتدائی بیعت سے اس وقت تک چھ سات سال کا عرصہ گذرے گا۔ امام مہدی ملک کے بندوبست ہی میں مصروف ہوں گے

امام مہدی کا دجال کی تحقیق کیلئے ایک مختصر دستہ روانہ فرمانا اور ان کی افضلیت کا حال

کہ افواہ اڑے گی کہ دجال نکل آیا اور مسلمانوں کو تباہ کر رہا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی حضرت امام مہدی ملک شام کی طرف واپس ہوں گے اور اس خبر کی تحقیق کے لئے پانچ یا نو سوار جن کے حق میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ان کے ماں باپوں و قبائل کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔ لشکر کے آگے بطور طلیعہ روانہ ہو کر معلوم کریں گے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ پس امام مہدی عجلت کو چھوڑ کر ملک کی خبر گیری کی غرض سے آہستگی اختیار فرمائیں گے اس میں کچھ عرصہ نہ گذرے گا کہ دجال ظاہر ہو جائیگا اور قبل اس کے کہ وہ دمشق پہنچے حضرت امام مہدی دمشق آ چکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری و ترتیب فوج کر چکے ہوں گے اور اسباب حرب و ضرب تقسیم کرتے ہوں گے کہ مؤذن عصر کی اذان دے گا۔ لوگ نماز کی تیاری ہی میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ لگائے ہوئے آسمان سے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور اسوقت کی نماز امام مہدی کی امامت میں ادا کرنا

دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہو کر آواز دیں گے کہ سیڑھی لے آؤ۔ پس سیڑھی حاضر کر دی جائے گی۔ آپ اس کے ذریعہ سے نازل ہو کر امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع و خوش خلقی سے آپ کے ساتھ پیش آئیں گے اور فرمائیں گے یا نبی اللہ امامت کیجئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کرو کیونکہ تمہارے بعض بعض کیلئے امام ہیں اور یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقتدا کریں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر امام مہدی پھر حضرت عیسیٰ سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں۔ وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ ہی کے تحت میں رہے گا۔ میں تو صرف قتل دجال کے واسطے آیا ہوں جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔

امام مہدی کے عہد خلافت کی خوشحالی اور اس کی مدت اور ان کی وفات

تمام زمین حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عدل و انصاف سے (بھر جائیگی) منور و روشن ہو جائے گی ظلم و بے انصافی کی بیخ کنی ہوگی۔ تمام لوگ عبادت و طاعت الٰہی میں سرگرمی سے مشغول ہوں گے۔ آپ کی خلافت کی میعاد سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ واضح رہے کہ سات سال عیسائیوں کے فتنے اور ملک کے انتظام میں، آٹھواں سال دجال کے ساتھ جنگ و جدال میں، اور نواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گزریگا۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۴۹ سال کی ہوگی۔

بعد ازاں امام مہدی علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازے کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آجائیں گے [1]

(رسالہ علامات قیامت مؤلفہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ)

[1] اس موقع پر یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ شاہ صاحب موصوف نے یہ تمام سرگذشت گو حدیثوں کی روشنی ہی میں مرتب فرمائی ہے جیسا کہ احادیث کے مطالعہ سے واضح ہے مگر واقعات کی ترتیب اور بعض جگہ ان کی تعیین یہ دونوں باتیں خود حضرت موصوف ہی کی جانب سے ہیں حقیقت یہ ہے کہ حدیث و قرآن میں جو قصص و واقعات بیان کئے گئے ہیں خواہ وہ گذشتہ زمانے سے متعلق ہوں یا آئندہ ان کا اسلوب بیان تاریخی کتابوں کا سا نہیں بلکہ حسب مناسبت مقام ان کا ایک ایک ٹکڑا متفرق طور پر ذکر میں آگیا ہے پھر جب ان سب ٹکڑوں کو جوڑا جاتا ہے تو بعض مقامات پر کبھی اس کی کوئی درمیانی کڑی نہیں ملتی کہیں ان کی ترتیب میں شک و شبہ رہ جاتا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر بعض خام طبائع تو اصل واقعہ کے ثبوت ہی سے دست بردار ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ غور یہ کرنا چاہئے کہ جب قرآن و حدیث کا اسلوب بیان ہی وہ نہیں جو آج ہماری تصانیف کا ہے تو پھر حدیثوں میں اس کو تلاش ہی کیوں کیا جائے؟ نیز جب ان منتشر ٹکڑوں کی ترتیب صاحب شریعت نے خود بیان ہی نہیں فرمائی تو اس کو صاحب شریعت کے سر کیوں رکھ دیا جائے۔ لہٰذا اگر اپنی جانب سے کوئی ترتیب قائم کر لی گئی ہے تو اس پر جزم کیوں کیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ جو ترتیب ہم نے اپنے ذہن سے قائم کی ہے حقیقت اس کے خلاف ہو۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے امور ہیں جو قرآنی اور حدیثی قصص میں تشنہ نظر آتے ہیں اس لئے یہاں جو قدم اپنی طرف سے اٹھایا جائے اس کو کتاب و سنت کے سر رکھ دینا ایک خطرناک اقدام ہے اور اس ابہام کی وجہ سے اصل واقعہ ہی کا انکار کر ڈالنا اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ واقعات کی پوری تفصیل اور اس کے اجزاء کی پوری پوری ترتیب بیان کرنی رسول کا وظیفہ نہیں یہ ایک مورخ کا وظیفہ ہے۔ رسول آئندہ واقعات کی صرف بقدر ضرورت اطلاع دیدیتا ہے پھر جب ان کے ظہور کا وقت آتا ہے تو وہ خود اپنی تفصیل کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں اور اس وقت یہ ایک کرشمہ معلوم ہوتا ہے کہ اتنے بڑے واقعات کے لئے جتنی اطلاع حدیثوں میں آچکی تھی وہ بہت کافی تھی اور قبل از وقت اس سے زیادہ تفصیلات ماخوذ کے لئے بالکل غیر ضروری بلکہ شاید اور زیادہ الجھاؤ کا موجب تھیں۔ علاوہ ازیں جس کو ازل سے ابد تک کا علم ہے وہ یہ خوب جانتا تھا کہ امت میں دین روایت اور اسانید کے ذریعہ پھیلے گا۔ اور اس تقدیر پر راویوں کے اختلافات سے روایتوں کا اختلاف بھی لازم ہو گا پس اگر غیر ضروری تفصیلات کو بیان کر دیا جاتا تو یقیناً ان میں بھی اختلاف پیدا ہونے کا امکان تھا۔ اور ہو سکتا تھا کہ نفس اس اجمالی خبر سے جتنا فائدہ اٹھا سکتی تھی تفصیلات بیان کرنے سے وہ بھی فوت ہو جاتا۔ لہٰذا امام مہدی کی حدیثوں کے سلسلہ میں نہ تو ہر گوشہ کی پوری تاریخ معلوم کرنے کی سعی کرنی صحیح ہے اور نہ صحت کے ساتھ منقول شدہ منتشر ٹکڑوں میں جزم کے ساتھ ترتیب دینی صحیح ہے اور نہ اس وجہ سے اصل پیشگوئی میں تردد پیدا کرنا علم کی بات ہے۔ یہاں جملہ پیشگوئیوں میں مسلم راہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ جتنی بات حدیثوں میں صحت کے ساتھ آچکی ہے اس کو اسی حد تک تسلیم کر لیا جائے اور زیادہ تفصیلات کے درپے نہ ہوا جائے اور اگر مختلف حدیثوں میں کوئی ترتیب اپنے ذہن سے قائم کر لی گئی ہے تو اس کو حدیثی بیان کی حیثیت ہرگز نہ دی جائے۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس سلسلہ کی حدیثیں مختلف اوقات میں مختلف صحابہؓ سے روایت ہوئی ہیں اور ہر مجلس میں آپ نے اس وقت کے مناسب اور حسب ضرورت تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔ یہاں یہ امر بھی یقینی نہیں کہ ان تفصیلات کے بار بار سننے والوں کو ان سب کا علم حاصل ہو، بہت ممکن ہے کہ جس صحابی نے امام مہدی کی پیشگوئی کا ایک حصہ ایک مجلس میں سنا ہو اس کو اس کے دوسرے حصے کے سننے کی نوبت ہی نہ آئی ہو جو دوسرے صحابی نے دوسری مجلس میں سنا ہے اور اس لئے یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ واقعہ کے الفاظ بیان کرنے میں ان تفصیلات کی کوئی رعایت نہ کرے جو دوسرے صحابی کے بیان میں موجود ہے

(باقی حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

یہاں جب آپ اس خاص تاریخ سے علیحدہ ہو کر نفس مسئلہ کی حیثیت سے احادیث پر نظر کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ امام مہدی کا تذکرہ سلف سے لے کر محدثین کے دور تک بڑی اہمیت کے ساتھ ہمیشہ ہوتا رہا ہے حتی کہ امام ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ نے امام مہدی کے عنوان سے ایک ایک باب ہی علیحدہ قائم کر دیا ہے۔ ان کے علاوہ جو ائمہ حدیث جنہوں نے امام مہدی کے متعلق حدیثیں اپنی اپنی مولفات میں ذکر کی ہیں ان میں سے چند کے اسمائے مبارکہ حسب ذیل ہیں، امام احمد، البزار، ابن ابی شیبہ، الحاکم، الطبرانی، ابویعلی موصلی رحمہم اللہ تعالی وغیرہ۔ جن جن صحابۂ کرامؓ سے اس باب میں روایتیں ذکر کی گئی ہیں۔ ان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں: حضرت علی، ابن عباس، ابن عمر، طلحہ، عبداللہ بن مسعود، ابوہریرہ، انس، ابوسعید، ام حبیبہ، ام سلمہ، ثوبان، قرۃ بن ایاس، علی الہلالی، عبداللہ ابن الحارث بن جزء رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

شارح عقیدہ سفارینی نے امام مہدی کی تشریف آوری کے متعلق معنوی تواتر کا دعوی کیا ہے اور اس کو اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار کیا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"کہ امام مہدی کے خروج کی روایتیں اتنی کثرت کے ساتھ موجود ہیں کہ اس کو معنوی تواتر کی حد تک کہا جاسکتا ہے اور یہ بات علمائے اہل سنت کے درمیان اس درجہ مشہور ہے کہ اہل سنت کے عقائد میں ایک عقیدہ کی حیثیت شمار کی گئی ہے۔ ابونعیم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہم نے صحابہ وتابعین سے اس باب میں متعدد روایتیں بیان کی ہیں جن کے مجموعے سے امام مہدی کی آمد کا قطعی یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ لہذا امام مہدی کی تشریف آوری پر حسب بیان علماء اور حسب عقائد اہل سنت والجماعت یقین کرنا ضروری ہے۔"

(شرح عقیدہ السفارینی ص ۷۹ و ۸۰)

اسی طرح حافظ سیوطی نے بھی یہاں تواتر معنوی کا دعوی کیا ہے۔ قاضی شوکانی نے اس سلسلہ کی جو حدیثیں جمع کی ہیں ان میں مرفوع حدیثوں کی تعداد پچاس اور آثار کی اٹھائیس تک پہنچتی ہے۔ شیخ علی متقی نے بھی منتخب کنز العمال

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یہاں بعد کی آنے والی امت کے سامنے چونکہ یہ ہر دو بیانات موجود ہوتے ہیں، اس لئے یہ فرض اس کا ہے کہ اگر وہ ان تفصیلات میں کوئی لفظی بے ارتباطی دیکھتی ہے تو اپنی جانب سے کوئی تطبیق کی راہ نکالے۔ اس لئے بسا اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ یہ توجیہات راویوں کے بیانات پر پوری پوری راست نہیں آتیں۔ اب راویوں کے الفاظ کی یہ کشاکش اور تاویلات کی ناسازگاری کا یہ رنگ دیکھ کر بعض دماغ اس طرف چلے جاتے ہیں کہ ان تمام دشواریوں کے تسلیم کر لینے کے بجائے اصل واقعہ کا ہی انکار کر دینا آسان ہے۔ اگر کاش وہ اس پر بھی نظر کر لیتے کہ یہ تاویلات خود صاحب شریعت کی جانب سے نہیں بلکہ واقعہ کے خود راویوں کی جانب سے بھی نہیں یہ صرف ان دماغوں کی کاوش ہے جن کے سامنے اصل واقعہ کے وہ سب متفرق شگوشے جمع ہو کر آگئے ہیں جن کو مختلف صحابہ نے مختلف زمانوں میں روایت کیا ہے اور اس لئے ہر ایک نے اپنے الفاظ میں دوسرے کی تعبیر کی کوئی رعایت نہیں کی اور نہ وہ کر سکتا تھا تو پھر نہ تو ان بیچارے راویوں کے الفاظ کی اس بے ارتباطی کا کوئی اثر پڑتا اور نہ ایک ثابت شدہ واقعہ کا انکار صرف اتنی سی بات پر ان کو آسان نظر آتا۔

میں اس کا بہت مواد جمع کر دیا ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ میں اور حافظ ذہبی مختصر منہاج السنۃ میں تحریر فرماتے ہیں :-

الاحادیث التی یحتج بہا علی خروج المھدیؒ	یعنی جن حدیثوں سے امام مہدی کے خروج پر
صحاح رواھا احمد وابو داود والترمذی	استدلال کیا گیا ہے وہ صحیح ہیں۔ ان کو امام احمد
منہا حدیث ابن مسعود وام سلمۃ و	امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے روایت
ابی سعید و علیؓ (مختصر منہاج ص۵۳۴)	فرمایا ہے۔

یہ امر بھی واضح رہنا چاہئے کہ صحیح مسلم کی احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آخری زمانے میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہوگا جس کے زمانے میں غیر معمولی برکات ظاہر ہوں گے، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل پیدا ہوگا، دجال اسی کے عہد میں ظاہر ہوگا، مگر اس کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک سے ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے تشریف لائیں گے تو وہ خلیفہ نماز کے لئے مصلے پر آچکا ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر وہ مصلے چھوڑ کر پیچھے ہٹے گا مگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے فرمائیں گے چونکہ آپ مصلے پر جا چکے ہیں اس لئے اب امامت آپ ہی کا حق ہے اور یہ اس امت کی ایک بزرگی ہے لہذا یہ نماز تو آپ انہی کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔

یہ تمام صفات ان صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں جن میں محدثین کو کوئی کلام نہیں۔ اب گفتگو ہے تو صرف اتنی بات میں ہے کہ یہ خلیفہ کیا امام مہدی ہیں یا کوئی اور دوسرا خلیفہ۔ دوسرے نمبر کی حدیثوں میں یہ تصریح موجود ہے کہ یہ خلیفہ امام مہدی ہوں گے۔ ہمارے نزدیک صحیح مسلم کی حدیثوں میں جب اس خلیفہ کا تذکرہ آچکا ہے تو پھر دوسرے نمبر کی حدیثوں میں جب وہی تفصیلات اس کے نام کے ساتھ مذکور ہیں تو ان کو بھی صحیح مسلم ہی کی حدیثوں کے حکم میں سمجھنا چاہئے۔ اس لئے اب اگر یہ کہہ دیا جائے کہ امام مہدی کا ثبوت خود صحیح مسلم میں موجود ہے تو اس کی گنجائش ہے۔ مثلاً جب صحیح مسلم میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو اس وقت مسلمانوں کا ایک امیر امامت کے لئے مصلے پر آچکا ہوگا تو اب جن حدیثوں میں اس خلیفہ کا نام امام مہدی بتایا گیا ہے، یقیناً وہ اسی مبہم خلیفہ کا بیان کہا جائے گا۔ یا مثلاً صحیح مسلم میں ہے کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو بے حساب مال تقسیم کرے گا اب اگر دوسری حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مال کی یہ داد و دہش امام مہدی کے زمانے میں ہوگی تو صحیح مسلم کی اس حدیث کا مصداق امام مہدی کو قرار دینا بالکل بجا ہوگا۔ اسی طرح جنگ کے جو واقعات صحیح مسلم میں ابہام کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں اگر دوسری حدیثوں میں وہی واقعات امام مہدی کے زمانے میں ثابت ہوتے ہیں تو یہ کہنا بالکل قرین قیاس ہوگا کہ صحیح مسلم میں جنگ کے جو واقعات مذکور ہیں وہ امام مہدی ہی کے دور کے

واقعات ہیں غالباً ان ہی وجوہات کی بنا پر محدثین نے بعض مبہم حدیثوں کو امام مہدی ہی کے حق میں سمجھا ہے اور اسی باب میں ان کو ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ امام ابوداؤد نے بارہ خلفاء کی حدیث کو امام مہدی کے باب میں ذکر فرما کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ بارہویں خلیفہ یہی امام مہدی ہیں۔

اب سب سے پہلے آپ ذیل کی حدیثیں پڑھئے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ امام مہدی کی آمد کی صحابہ و تابعین کے درمیان کس درجہ شہرت تھی اس کے بعد پھر مرفوع حدیثوں پر نظر ڈالئے تو بشرط اعتدال و انصاف آپ کو یقین ہو جائیگا کہ امام مہدی کی آمد کا مسئلہ بیشک ایک مسلّم عقیدہ رہا ہے البتہ روافض نے جو ادبے تکی باتیں اس میں اپنی جانب سے شامل کرلی ہیں تو ان کا نہ تو کوئی ثبوت نقل میں ملتا ہے نہ عقل ان کو باور کرسکتی ہے صرف ان کی تردید میں کسی ثابت شدہ مسئلہ کا انکار کر دینا یہ کوئی صحیح طریقہ نہیں ہے۔

(۱) عن حکیم بن سعد، قال لما قام سلیمان فاظهر ما اظهر قلت لیحیی هذا المهدی الذی یذکر قال لا۔ (اخرجه ابن ابی شیبة کذا فی الحاوی ص)

حکیم بن سعد کہتے ہیں کہ جب سلیمان خلیفہ بنے اور انھوں نے جو جو خدمات انجام دیں تو میں نے یحییٰ سے کہا کیا وہ مہدی یہی ہیں جن کی شہرت ہے؟ انھوں نے کہا نہیں۔

(۲) عن الولید بن مسلم قال سمعت رجلاً یحدث قوماً فقال: المهدیون ثلاثة مهدی الخیر عمر ابن عبدالعزیز ومهدی الدم وهو الذی تسکن علیه الدماء ومهدی الدین عیسی ابن مریم تسلم امته فی زمانه۔ کذا فی الحاوی ص

ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے سنا جو لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ مہدی تین ہوں گے۔ مہدی خیر تو عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ مہدی دم یہ وہ شخص ہے جس کے زمانے میں خونریزی ختم ہو جائے گی۔ مہدی دین عیسیٰ بن مریم ہیں۔ ان کے زمانے میں نصاریٰ بھی اسلام قبول کرلیں گے

وفیه عن کعب قال مهدی الخیر یخرج بعد السفیانی۔

کعب بیان کرتے ہیں کہ مہدی خیر کا ظہور سفیانی کے ظہور کے بعد ہوگا۔

(۳) عن ابن عمر انه قال لابن الحنفیة المهدی الذی یقولون کما یقول الرجل الصالح اذا کان الرجل صالحا قیل له المهدی۔

ابن عمرؓ نے ابن حنفیہ سے کہا المہدی کا لقب ایسا ہے جیسا کسی نیک آدمی کو رجل صالح کہدیں (اس لحاظ سے مہدی کا اطلاق متعدد اشخاص پر ہو سکتا ہے)

(۴) عن ابن عباس قال یبعث المهدی بعد ایاس حتی یقول الناس لا مهدی۔ کذا فی الحاوی ص

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب لوگ مایوس ہوکر یہ کہیں گے کہ اب مہدی کیا آئے گا؟

(۵) عن کعب قال انی اجد المهدی مکتوبا

کعب کہتے ہیں کہ میں نے انبیاء علیہم السلام کی

فِی اَسْفَارِ الْاَنْبِیَاءِ مَا فِیْ عَمَلِہٖ ظُلْمٌ وَّلَا عَیْبٌ۔ الحاوی ص۶۴

کتابوں میں مہدی کی یہ صفت دیکھی ہے کہ اس کے عمل میں نہ ظلم ہوگا نہ عیب۔

(۶) عن مطر انہ ذکر عندہ عمر بن عبد العزیز فقال بلغنا ان المہدی یصنع شیئا لم یصنعہ عمر بن عبد العزیز قلنا ما ھو؟ قال یاتیہ رجل فیسالہ فیقول ادخل بیت المال فخذ فیدخل ویخرج ویری الناس شبعا فیندم فیرجع الیہ فیقول خذ ما اعطیتنی فیابی ویقول انا نعطی ولا ناخذ۔

(الحاوی ص۶۴)

مطر کے سامنے عمر بن عبد العزیز کا ذکر آیا تو انھوں نے کہا ہم کو معلوم ہوا ہے کہ مہدی اگر ایسے ایسے کام کریں گے جو عمر بن عبد العزیز سے نہیں ہو سکے ہم نے پوچھا وہ کیا؟ انھوں نے کہا کہ ان کے پاس ایک شخص آکر سوال کرے گا وہ کہیں گے بیت المال میں جاؤ جتنا چاہے مال لے لے، وہ اندر جائے گا اور جب باہر آئے گا تو دیکھے گا کہ سب لوگ نیت سیر ہیں تو اس کو شرم آئے گی اور یہ لوٹ کر کہے گا کہ جو مال آپ نے دیا تھا وہ آپ لے لیجئے تو وہ فرمائیں گے ہم دینے کے لئے ہیں لینے کے لئے نہیں۔

(۷) عن ابراہیم بن میسرۃ قال قلت لطاؤس عمر بن عبد العزیز ھو المہدی؟ قال ھو المہدی ولیس بہ انہ لم یستکمل العدل کلہ۔ اخرجہما ابو نعیم فی الحلیۃ

(الحاوی ص۶۴)

ابراہیم بن میسرہ کہتے ہیں کہ میں نے طاؤس سے پوچھا کیا عمر بن عبد العزیز ہی مہدی ہیں؟ انھوں نے کہا ایک مہدی وہ بھی ہیں لیکن وہ خاص مہدی نہیں ان کے دور کا سا کامل انصاف ان کے دور میں کہاں ہے؟

(۸) عن ابی جعفر قال یزعمون انی انا المہدی وانی الی اجلی ادنی منی الی ما یدعون۔ اخرجہ المحاملی فی امالیہ الحاوی ص۶۴

ابو جعفر فرماتے ہیں کہ لوگ میرے متعلق یہ گمان رکھتے ہیں کہ وہ مہدی میں ہوں حالانکہ مجھ ان کے دعووں سے اپنا مرجانا زیادہ نزدیک تر نظر آتا ہے۔

(۹) عن سلمۃ بن زفر قال قیل یوما عند حذیفۃ قد خرج المہدی قال لقد افلحتم ان خرج واصحاب محمد بینکم انہ لا یخرج حتی لا یکون غائب احب الی الناس منہ مما یلقون من الشر۔ اخرجہ الدانی فی سننہ۔ الحاوی ص۶۴

سلمہ بن زفر بیان کرتے کہ ایک دن حذیفہ کے سامنے کسی نے کہا کہ مہدی ظاہر ہو چکے ہیں انھوں نے فرمایا اگر ایسا ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تمہارے درمیان موجود ہیں تو تم نے بڑی فلاح پائی۔ یاد رکھو کہ وہ اس وقت ظاہر ہوں گے جبکہ مصائب کی وجہ سے کوئی غائب شخص لوگوں

[illegible]

ان آثار کی روشنی میں لا مھدی الا عیسیٰ کی شرح بھی بخوبی ہو سکتی ہے بشرطیکہ ابن ماجہ کی اس حدیث کو کسی درجہ میں حسن تسلیم کر لیا جائے۔

رب العالمین کی یہ عجیب حکمت ہے کہ جب کسی اہم شخصیت کے متعلق کوئی پیشگوئی کی گئی ہے تو اس کی اس آزمائشی زمین پر ہمیشہ اس نام کے کاذب مدعی چاروں طرف سے پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں اور اس طرح ایک سیدھی بات آزمائشی منزل بن کر رہ گئی ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق صریح سے صریح الفاظ میں پیشگوئی کی گئی جس میں کسی دوسرے شخص کی آمد کا کوئی احتمال ہی نہیں ہو سکتا تھا اس کے باوجود نہ معلوم کتنے مدعی مسیحیت پیدا ہو گئے آخر یہ ایک سیدھی پیشگوئی ایک معمہ بن کر رہ گئی۔ اسی طرح جب حضرت امام مہدی کے حق میں پیشگوئی کی گئی تو گذشتہ زمانے میں یہاں بھی بہت سے اشخاص مہدیت کے مدعی پیدا ہو گئے چنانچہ محمد بن عبداللہ جو النفس الزکیہ کے لقب سے مشہور تھا۔ اسی طرح محمد بن مرؤت، عبیداللہ بن میمون قداح، محمد جونپوری وغیرہ نے اپنے اپنے زمانے میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ شیخ سید برزنجی لکھتے ہیں کہ ان کے زمانے میں مقام ازبک میں بھی ایک شخص نے مہدیت کا دعویٰ کیا۔ سید موصوف نے ایک اور کردی شخص کے متعلق بھی لکھا ہے کہ عقر کے پہاڑوں میں اس نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ ان سب اشخاص کے واقعات تاریخ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں اور وہ تمام مصائب و آلام بھی مذکور ہیں جو ان بدبختوں کے ہاتھوں مسلمانوں پر توڑے گئے تھے۔

رافضی جماعت کا تو مستقل یہ ایک عقیدہ ہی ہے کہ محمد بن حسن عسکری مہدی موعود ہے ان کے خیالات کے مطابق وہ اپنے طفولیت کے زمانے ہی سے لوگوں کی نظروں سے غائب ہو کر کسی مخفی غار میں پوشیدہ ہیں اور یہ جماعت آج تک انہی کے ظہور کی منتظر ہے اور مصیبتوں میں انہی کو پکارتی پھرتی ہے۔ ان مفترین کی تاریخ اور روافض کی اس وہم پرستی اور بے بنیاد عقیدہ کی وجہ سے بعض اہل علم کے ذہن اس طرف منتقل ہو گئے کہ اگر علمی لحاظ سے مہدی کے وجود ہی کا انکار کر دیا جائے تو اس تمام بحث و جدل سے امت مسلمہ کی جان چھوٹ جائے اور روز مرہ نئی آزمائشوں کا اس کو مقابلہ نہ کرنا پڑے چنانچہ ابن خلدون مؤرخ نے اسی پر بنا وہ صرف کیا ہے اور چونکہ تاریخی اور تحقیقی لحاظ سے علمی طبقہ میں اس کو اونچا مقام حاصل ہے۔ اس لئے اس قسم کے مزاجوں کے لئے اس کا انکار کرنا اور تقویت کا باعث بن گیا پھر بعد میں اسی کے اعتماد پر اس مسئلہ کا انکار چلتا رہا ہے۔ محدثین علماء نے ہمیشہ اس انکار کو تسلیم نہیں کیا اور خود مورخ موصوف کے زمانے میں بھی اس پیشگوئی کے اثبات پر تالیفات کی گئیں جن میں سے اس وقت "ابراز الوہم المکنون من کلام ابن خلدون" کا نام ہمارے علم میں بھی ہے مگر یہ رسالہ ہم کو دستیاب نہیں ہو سکا۔ امام قرطبی، شیخ جلال الدین سیوطیؒ، سید برزنجی، شیخ علی متقی، علامہ شوکانی، نواب صدیق حسن خاں شارح عقیدہ سفارینی کی تصنیفات ہماری نظر سے بھی گزری ہیں ان کے مؤلفات

علاوہ بھی اس موضوع پر بہت سے رسائل لکھے گئے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ جب کسی خاص ماحول کی وجہ سے وضعِ حدیث کے دواعی پیدا ہو گئے ہیں تو اس دور کی حدیثوں پر محدثین کی نظریں بھی ہمیشہ سخت ہو گئی ہیں اور اس لئے بعض صحیح حدیثیں بھی مشتبہ ہو گئیں جیسا کہ بنی امیہ کے دور میں فضائل اہل بیت کی بہت سی حدیثیں مشتبہ ہو گئی تھیں پھر جب محدثین نے ان کو چھانٹنا شروع کیا تو بعض متشدد نظروں میں اچھی خاصی حدیثیں بھی اس کے لپیٹ میں آگئیں۔ آخر جب اس فضا سے ہٹ کر علمائے دوبارہ اس پر نظر ڈالی تو انھوں نے بہت سی ساقط شدہ حدیثوں میں کوئی سقم نہ پایا اور آخر ان کو قبول کیا۔ اسی طرح یہاں بھی چونکہ ایک فرقے نے محمد بن حسن عسکری کے مہدی منتظر ہونے کا دعویٰ کر دیا تو پھر وہی وضعِ حدیث کے جذبات ابھرے اور جب علمائے غلط ذخیرہ کو ذرا تشدد کے ساتھ الگ کرنے کا ارادہ کیا تو لازمی طور پر یہاں بھی کچھ حدیثیں اس کی نذر میں آگئیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اس باب کی صریح حدیثوں میں کوئی حدیث بھی صحیحین کی نہ تھی، گو صحت کے لئے صحیحین کی حدیث ہونا کسی کے نزدیک بھی شرط نہیں اس لئے محدثانہ ضابطے کے مطابق نقد و تبصرہ کو یہاں کچھ نہ کچھ وسعت مل گئی۔ لیکن یہ بات کچھ اسی باب کی حدیثوں ہی کے ساتھ خاص نہیں ہر کتاب پر شیخین کی کتابوں کے سواجب صرف ضابطہ کی تنقید شروع کر دی جائے اور صرف راویوں پر جرح و تعدیل کو لیکر اس باب کے دیگر امور مہمہ کو نظر انداز کر ڈالا جائے تو پھر نقد کرنا کچھ مشکل نہیں رہتا۔ اس تشدد و افراط کا ثمرہ گو وقتی طور پر کچھ مفید ہو تو ہو لیکن دوسری طرف اس کا نقصان بھی ضرور ہوتا ہے اور وقتی فتنے ختم ہو جانے کے بعد آئندہ امت کی نظروں میں یہ اختلاف اچھی حدیثوں میں بھی شک و تردد کا موجب بن جاتا ہے۔ یہاں جب آپ خارجی عوارض اور ماحول کے خاص حالات سے علیحدہ ہو کر نفس مسئلہ کی حیثیت سے اس موضوع کی احادیث پر نظر فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ امام مہدی کا تذکرہ سلف سے لیکر محدثین کے دور تک ہمیشہ بڑی اہمیت کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔

محقق ابن خلدون کے کلام کو جہاں تک ہم نے سمجھا ہے اس کا خلاصہ تین باتیں معلوم ہوتی ہیں (۱) جرح و تعدیل میں جرح کو ترجیح ہے (۲) امام مہدی کی کوئی حدیث صحیحین میں موجود نہیں۔ (۳) اس باب کی جو صحیح حدیثیں ہیں ان میں امام مہدی کی تصریح نہیں۔

فن حدیث کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ تینوں باتیں کچھ وزن نہیں رکھتیں کیونکہ ہمیشہ اور ہر جرح کو ترجیح دینا یہ بالکل خلاف واقع ہے چنانچہ خود محقق موصوف کو جب اس کا تنبہ ہوا کہ اس قاعدے کے تحت تو صحیحین کی حدیثیں بھی مجروح ہوئی جاتی ہیں تو اس کا جواب انھوں نے صرف یہ دیا ہے کہ یہ حدیثیں چونکہ علماء کے درمیان مسلم ہو چکی ہیں اس لئے وہ مجروح نہیں کہی جاسکتیں مگر سوال تو

یہ ہے کہ جب قاعدہ یہ ٹھیرا تو پھر علماء کو وہ مسلّم ہی کیوں ہوئیں؟

رہا امام مہدی کی حدیثوں کا صحیحین میں مذکور نہ ہونا تو یہ اہلِ فن کے نزدیک کوئی جرح نہیں ہے خود ان ہی حضرات کا اقرار ہے کہ انھوں نے جتنی صحیح حدیثیں ہیں وہ سب کی سب اپنی کتابوں میں درج نہیں کیں اسی لئے بعد میں ہمیشہ محدثین نے مستدرکات لکھی ہیں۔ اب رہی تیسری بات تو یہ دعویٰ بھی تسلیم نہیں کہ صحیح حدیثوں میں امام مہدی کا نام مذکور نہیں ہے۔ کیا وہ حدیثیں جن کو امام ترمذی وابوداؤد وغیرہ جیسے محدثین نے صحیح وحسن کہا ہے صرف محقق موصوف کے بیان سے صحیح ہونے سے خارج ہو سکتی ہیں۔ دوم یہ کہ جن حدیثوں کو محقق موصوف نے بھی صحیح تسلیم کر لیا ہے اگر وہاں ایسے قوی قرائن موجود ہیں جن سے اس شخص کا امام مہدی ہونا تقریباً یقینی ہو جاتا ہے تو پھر امام مہدی کے لفظ کی تصریح ہی کیوں ضروری ہے۔ سوم یہاں اصل بحث مصداق میں ہے مہدی کے لفظ میں نہیں پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک خلیفہ ہونا اور ایسی خاص صفات کا حامل ہونا جو بقول روایت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے شخص میں بھی نہ تھیں ثابت ہے تو بس اہلِ سنت کا مقصد اتنی بات سے پورا ہو جاتا ہے کیونکہ مہدی تو صرف ایک لقب ہے علم اور نام نہیں اور جیسا آپ ابھی معلوم کر چکے ہیں کہ مہدی کا لفظ بطور لقب دوسرے اشخاص پر بھی اطلاق کیا گیا ہے اگرچہ سب میں کامل مہدی وہی ہیں جن کا ظہور آئندہ زمانے میں مقدر ہے۔ یہ ایسا سمجھئے جیسا دجال کا لفظ حدیثوں میں ستر مدعیانِ نبوت کو دجال کہا گیا ہے مگر دجال اکبر وہی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ ہاں اس لقب کی زد اگر پڑتی ہے تو ان اصحاب پر پڑتی ہے جو مہدی کے ساتھ ساتھ کسی قرآن کے منتظر بیٹھے ہیں۔ محقق موصوف کی پوری بحث پڑھنے کے بعد یہ یقین ہو جاتا ہے کہ محقق موصوف کی اصل نظر اسی فتنہ کی طرف ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ حدیثوں سے کسی ایسے مہدی کا وجود ثابت نہ ہو جس پر ایمان و قرآن کا دار ومدار ہو، اور جیسا کہ نقد وتبصرہ کے وقت ہر شخص اپنے طبعی اور علمی تاثرات سے بمشکل بری رہ سکتا ہے اسی طرح محقق موصوف بھی یہاں اس سے بچ نہیں سکے اور فن تاریخ کی سب سے کٹھن منزل یہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث پر کلام کرتے ہوئے بڑے سے بڑے علماء کی توثیق نقل کرنے کے بعد بھی ان کا رجحان طبع انھیں علماء کی جانب رہا ہے جنھوں نے کوئی نہ کوئی جرح ان حدیثوں میں نکال کھڑی کی ہے اور صرف جرح کے مقدم ہونے کو ایک قاعدہ کلیہ بنا کر بس اسی سے کام لیا ہے۔ اگر محقق موصوف جرح کے اسباب ومراتب پر غور فرمالیتے تو شاید ہر مقام پر ان کا رجحان اس طرف نہ رہتا۔

اسم المهدی ونسبه وحلیته الشریفه

(١٥٦٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِیُٔ اِسْمُهٗ اِسْمِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ قَالَ وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ قُلْتُ وَاَخْرَجَهٗ اَبُوْدَاؤُدَ وَسَكَتَ عَنْهُ هُوَ وَالْمُنْذِرِیُّ وَابْنُ الْقَیِّمِ وَقَالَ الْحَاكِمُ رَوَاهُ الثَّوْرِیُّ وَشُعْبَةُ وَزَائِدَةُ وَغَیْرُهُمْ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ وَطُرُقُ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ كُلُّهَا صَحِیْحَةٌ۔

(١٥٦٧) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمًا لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَلِیَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

(١٥٦٨) عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَنَظَرَ اِلٰی ابْنِهِ الْحَسَنِ فَقَالَ اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَسَیَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهٖ رَجُلٌ یُسَمّٰی بِاسْمِ نَبِیِّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُشْبِهُهٗ فِی الْخُلُقِ وَلَا یُشْبِهُهٗ فِی الْخَلْقِ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً یَمْلَاُ الْاَرْضَ عَدْلًا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَقَالَ اَبُوْدَاؤُدَ فِیْ عَمْرِو بْنِ قَیْسٍ لَا بَاْسَ بِهٖ فِیْ حَدِیْثِهٖ خَطَاٌ وَقَالَ الذَّهَبِیُّ صَدُوْقٌ لَهٗ اَوْهَامٌ وَاَمَّا اَبُوْ اِسْحٰقَ السَّبِیْعِیُّ فَرِوَایَتُهٗ عَنْ عَلِیٍّ مُنْقَطِعَةٌ۔

امام مہدی کا نام ونسب اور ان کا حلیہ شریف

(١٥٦٦) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کا اس وقت تک خاتمہ نہیں ہوگا۔ جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب پر حاکم نہ ہو جو میرے ہم نام ہوگا (ترمذی شریف)

(١٥٦٧) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے اگر دنیا کے خاتمہ میں صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اسی ایک دن کو اتنا دراز فرما دیگا یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا حاکم ہو کر رہے گا (ترمذی شریف)۔

(١٥٦٨) حضرت علیؓ نے اپنے فرزند حضرت حسنؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا میرا یہ فرزند سید ہوگا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔ اور اس کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا وہ عادات میں آپ کے مشابہ ہوگا لیکن صورت میں مشابہ نہ ہوگا۔ اس کے بعد ان کے عدل وانصاف کا حال ذکر فرمایا۔ (ابوداؤد)

(١٥٦٩) عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو لم يبق من الدهر إلا يوم لبعث الله رجلا من أهل بيتي يملأها قسطا وعدلا كما ملئت جورا۔ رواه ابو داود وفي إسناده فطر بن خليفة الكوفي وثقه أحمد ويحيى بن سعيد القطان ويحيى بن معين والنسائي والعجلي وابن سعد والساجي وقال أبو حاتم صالح الحديث و أخرج له البخاري فالحديث قوي۔

(١٥٧٠) عن سعيد بن المسيب قال كنا عند أم سلمة فتذاكرنا المهدي فقالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول المهدي من ولد فاطمة رواه ابن ماجة وفيه علي بن النفيلي الهندي، قال أبو حاتم لا بأس به أخرج له أبو داود وابن ماجة كذا في الإذاعة۔

(١٥٧١) عن أنس بن مالك قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول نحن ولد عبد المطلب سادة أهل الجنة أنا وحمزة وعلي وجعفر والحسن والحسين والمهدي رواه ابن ماجة وفي الزوائد وفي إسناده مقال وعلي بن زياد لم أر من وثقه ولا من جرحه وباقي رجال الإسناد موثقون وراجع له الإذاعة۔

(١٥٧٢) عن أبي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدي

(١٥٦٩) حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ہے "اگر قیامت میں صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ضرور ایک شخص کو کھڑا کرے گا جو دنیا کو عدل وانصاف سے پھر اسی طرح بھر دے گا جیسے وہ اس سے قبل ظلم سے بھر چکی ہوگی" (ابوداؤد)

(١٥٧٠) سعید بن المسیبؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم ام سلمہؓ کے پاس حاضر تھے۔ ہم نے امام مہدی کا تذکرہ کیا تو انھوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ امام مہدی حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں ہوں گے۔ (ابن ماجہ)۔

(١٥٧١) حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ ہم عبد المطلب کی اولاد اہل جنت کے سردار ہوں گے۔ یعنی میں، حمزہؓ، علیؓ، جعفرؓ، حسنؓ، حسینؓ اور مہدی رضی اللہ عنہم اجمعین (ابن ماجہ)۔

(١٥٧٢) ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی میری اولاد میں سے ہوگا جس کی پیشانی کشادہ اور ناک بلند ہوگی اور جو دنیا کو عدل وانصاف سے پھر بھر دے گا۔

مِنِّي أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطاً وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَجَوْراً وَيَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ. (رواه ابو داؤد) قال المنذري فی اسناده عمران القطان وهو ابو العوام عمران بن داور القطان البصری استشهد به البخاری ووثقه عفان بن مسلم واحسن علیه الثناء یحیی بن سعید القطان۔

(۱۵۷۳) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ بَعْدِي بُعُوثٌ كَثِيرَةٌ فَكُونُوا فِي بَعْثِ خُرَاسَانَ رواه ابن عدی وابن عساکر والسیوطی فی الجامع الصغیر۔

(۱۵۷۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُودٌ لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تُنْصَبَ بِإِيلِيَاءَ. رواه الترمذی۔

(۱۵۷۵) عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخْرُجُ مِنَ الْمَشْرِقِ رَايَاتٌ سُودٌ لِبَنِي الْعَبَّاسِ ثُمَّ يَمْكُثُونَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ تَخْرُجُ رَايَاتٌ سُودٌ صِغَارٌ تُقَاتِلُ رَجُلاً مِنْ وُلْدِ أَبِي سُفْيَانَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يُؤَدُّونَ الطَّاعَةَ لِلْمَهْدِيِّ. کذا فی الحاوی ج ۲ وفيه عن محمد بن الحنفية قال تخرج رايات سود لبني العباس ثم تخرج من خراسان اخرى سود قلانسهم سود وثيابهم بيض على مقدمتهم رجل يقال له شعيب بن صالح من تميم يهزمون اصحاب السفياني ج ۲ ص ۶۸

جبکہ اس وقت وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی ان کی حکومت سات سال تک رہے گی۔ (ابوداؤد)۔

(۱۵۷۳) بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد بہت سے لشکر ہوں گے تم اس لشکر میں شامل ہونا جو خراسان سے آئے گا (ابن عدی)۔

(۱۵۷۴) ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خراسان کی طرف سے سیاہ سیاہ جھنڈے آئیں گے کوئی طاقت ان کو واپس نہیں کرسکے گی یہاں تک کہ وہ بیت مقدس میں نصب کر دیئے جائیں گے (ترمذی شریف)۔

(۱۵۷۵) سعید بن المسیبؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق کی سمت ایک مرتبہ بنو العباس سیاہ جھنڈے لیکر نکلیں گے پھر جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا رہیں گے اس کے بعد پھر چھوٹے چھوٹے جھنڈے نمودار ہونگے جو ابوسفیان کی اولاد اور اس کے رفقاء کے ساتھ جنگ کریں گے اور مہدی کی تابعداری کریں گے۔

(۱۵۷۴) حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ سیاہ جھنڈے وہ نہیں ہیں جو ایک مرتبہ ابومسلم خراسانی لیکر آیا تھا جس نے بنو امیہ کا ملک چھین لیا تھا بلکہ یہ دوسرے ہیں جو امام مہدی کے عہد میں ظاہر ہونگے کذا فی الحاوی ص۲ نعیم بن حماد حضرت حمزہؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ یہ جھنڈے چھوٹے چھوٹے ہوں گے۔ حاوی ص۶۵ و ص۶۹

ظہور المہدی ومبایعۃ اہل مکۃ ایاہ بین الرکن والمقام

(۱۵۷۶) عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَکُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ
خَلِیْفَۃٍ فَیَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ ھَارِبًا اِلٰی مَکَّۃَ فَیَاْتِیْہِ نَاسٌ مِّنْ اَھْلِ مَکَّۃَ فَیُخْرِجُوْنَہٗ
وَھُوَ کَارِہٌ فَیُبَایِعُوْنَہٗ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ وَیُبْعَثُ اِلَیْہِ بَعْثٌ مِّنَ الشَّامِ فَیُخْسَفُ
بِھِمْ بِالْبَیْدَاءِ بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَاِذَا رَاَی النَّاسُ ذٰلِکَ اَتَاہُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَ
عَصَائِبُ اَھْلِ الْعِرَاقِ فَیُبَایِعُوْنَہٗ ثُمَّ یَنْشَأُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ اَخْوَالُہٗ کَلْبٌ فَیَبْعَثُ
اِلَیْھِمْ بَعْثًا فَیَظْھَرُوْنَ عَلَیْھِمْ وَذٰلِکَ بَعْثُ کَلْبٍ وَالْخَیْبَۃُ لِمَنْ لَّمْ یَشْھَدْ غَنِیْمَۃَ
کَلْبٍ فَیَقْسِمُ الْمَالَ وَیَعْمَلُ فِی النَّاسِ بِسُنَّۃِ نَبِیِّھِمْ وَیُلْقِی الْاِسْلَامُ بِجِرَانِہٖ فِی
الْاَرْضِ فَیَلْبَثُ سَبْعَ سِنِیْنَ ثُمَّ یُتَوَفّٰی وَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ۔ رواہ ابوداؤد والحدیث

امام مہدی کا ظہور اور حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان اہلِ مکہ کی ان سے بیعت کرنا

(۱۵۷۶) حضرت ام سلمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ ایک خلیفہ کے انتقال کے بعد کچھ اختلاف رونما ہوگا اس وقت ایک شخص مدینہ کا باشندہ بھاگ کر مکہ مکرمہ آئے گا، مکہ مکرمہ کے کچھ لوگ اس کے پاس آئیں گے اور اس کو مجبور کر کے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس سے بیعت کرلیں گے پھر شام سے اسکے مقابلے کے لئے ایک لشکر بھیجا جائے گا مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک میدان میں دھنسا دیا جائیگا جب لوگ ان کی یہ کرامت دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور عراق کی جماعتیں بھی آکر ان سے بیعت کریں گی اس کے بعد پھر قریش میں ایک شخص ظاہر ہوگا جس کے ماموں قبیلۂ کلب کے ہوں گے وہ ظاہر ہو کر ان کے مقابلہ کے لئے لشکر بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کو (امام مہدی کو) ان کے اوپر غالب فرمائے گا اور یہ بنو کلب کا لشکر ہوگا۔ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو اس قبیلہ کلب کی غنیمت میں شریک نہ ہو کامیابی کے بعد وہی شخص اس مال کو

(۱۵۷۶) ابوداؤد نے اس روایت کو امام مہدی کے باب میں ذکر فرمایا ہے اور امام ترمذی نے جب امام مہدی کی حدیثیں روایت کرنے والے صحابہ کے اسماء شمار کرائے ہیں تو انھوں نے بھی حضرت ام سلمہؓ کی اس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے نیز اس باب کی دوسری حدیثوں پر نظر کر کے یہ جزم حاصل ہو جاتا ہے کہ اس روایت میں اگرچہ اس شخص کا نام مذکور نہیں مگر یقیناً وہ امام مہدی ہی ہیں کیونکہ مجموعی لحاظ سے یہ وہی اوصاف ہیں جو امام مہدی میں ہوں گے اور اسی وجہ سے ابوداؤد نے اس حدیث کو امام مہدی کی حدیثوں کے باب میں درج فرمایا ہے۔ ابن خلدون بھی اس پر کوئی خاص جرح نہ کر سکا صرف یہ کہہ سکا کہ اس روایت میں امام مہدی کا نام مذکور نہیں۔

اَدْخَلَہٗ اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ بَابِ الْمَھْدِیِّ وَاَشَارَ اِلَیْہِ التِّرْمِذِیُّ بِمَا فِی الْبَابِ وَالْحَدِیْثُ سَکَتَ عَنْہُ اَبُوْدَاوٗدَ ثُمَّ الْمُنْذِرِیُّ وَابْنُ الْقَیِّمِ۔ وَفِی الْاِذَاعَۃِ رِجَالُہٗ رِجَالُ الصَّحِیْحَیْنِ لَا مَطْعَنَ فِیْھِمْ وَلَا مَغْمَزَ۔ العون ۴/۵۸۳

(۱۵۷۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلَاءً یُّصِیْبُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ حَتّٰی لَا یَجِدَ الرَّجُلُ مَلْجَأً یَلْجَأُ اِلَیْہِ مِنَ الظُّلْمِ فَیَبْعَثُ اللّٰہُ رَجُلًا مِّنْ عِتْرَتِیْ وَاَھْلِ بَیْتِیْ فَیَمْلَأُ بِہِ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا یَرْضٰی عَنْہُ سَاکِنُ السَّمَاءِ وَسَاکِنُ الْاَرْضِ لَا تَدَعُ السَّمَاءُ مِنْ قَطْرِھَا شَیْئًا اِلَّا صَبَّتْہُ مِدْرَارًا وَّلَا تَدَعُ الْاَرْضُ مِنْ نَبَاتِھَا شَیْئًا اِلَّا اَخْرَجَتْہُ حَتّٰی یَتَمَنَّی الْاَحْیَاءُ الْاَمْوَاتَ یَعِیْشُ فِیْ ذٰلِکَ سَبْعَ سِنِیْنَ اَوْ ثَمَانَ سِنِیْنَ اَوْ تِسْعَ سِنِیْنَ۔ (رواہ الحاکم فی مستدرکہ کما فی المشکوٰۃ)

(۱۵۷۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ فِتْیَۃٌ مِّنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ فَلَمَّا رَاٰھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اغْرَوْرَقَتْ عَیْنَاہُ وَتَغَیَّرَ

تقسیم کرے گا اور سنت کے مطابق لوگوں سے عمل کرائے گا اور اس کے عہد میں تمام روئے زمین پر اسلام ہی اسلام پھیل جائیگا اور سات برس تک وہ زندہ رہے گا اس کے بعد اس کی وفات ہو جائیگی اور مسلمان اسکی نماز پڑھیں گے۔ (ابوداؤد)

(۱۵۷۷) ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑی آزمائش کا ذکر فرمایا جو اس امت کو پیش آنے والی ہے۔ ایک زمانے میں اتنا شدید ظلم ہوگا کہ کہیں پناہ کی جگہ نہ ملے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ میری اولاد میں ایک شخص کو پیدا فرمائے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا ایسا ہی بھر جیسا وہ پہلے ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ زمین اور آسمان کے باشندے سب اس سے راضی ہوں گے، آسمان اپنی تمام بارش موسلا دھار برسائے گا اور زمین اپنی سب پیداوار نکال کر رکھ دے گی یہاں تک کہ زندہ لوگوں کو تمنا ہوگی کہ ان سے پہلے جو لوگ تنگی و ظلم کی حالت میں گذر گئے ہیں کاش وہ بھی اس سماں کو دیکھتے اسی برکت کے حال پر وہ سات یا آٹھ یا نو سال تک زندہ رہے گا۔ (مستدرک)

(۱۵۷۸) عبداللہ بیان فرماتے ہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنو ہاشم کے چند نوجوان آپ کے سامنے آئے جب آپ نے ان کو دیکھا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈب ڈبا گئیں اور آپ کا رنگ بدل گیا۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کیا بات ہے ہم آپ کے چہرۂ مبارک پر وہ آثار غم دیکھتے ہیں جس سے ہمارا دل آزردہ ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہمارے گھرانوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بجائے آخرت عنایت فرمائی ہے، میرے بعد میرے اہل بیت کو بڑی آزمائشوں کا سابقہ پڑے گا ہر طرف سے بھگائے

لونہٗ قال فقلت ما نزال نری فی وجہک شیئاً نکرھہ فقال إنا أھل البیت اختار اللہ لنا الآخرۃ علی الدنیا وإن أھل بیتی سیلقون بعدی بلاء وتشریداً وتطریداً حتی یأتی قوم من قبل المشرق معھم رایات سود فیسألون الخیر فلا یعطونہ فیقاتلون فینصرون فیعطون ما سألوا فلا یقبلونہ حتی یدفعوھا إلی رجل من أھل بیتی فیملؤھا قسطاً کما ملؤوھا جوراً فمن أدرک ذالک منکم فلیأتھم ولو حبواً علی الثلج۔ رواہ ابن ماجۃ قال السندی الظاھر أنہ إشارۃ إلی المھدی الموعود ولذالک ذکر المصنف ھذا الحدیث فی ھذا الباب واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔ وفی الزوائد إسنادہ ضعیف لضعف یزید بن أبی زیاد الکوفی لکن لم ینفرد یزید ابن أبی زیاد عن إبراھیم فقد رواہ الحاکم فی المستدرک من طریق عمرو بن قیس عن الحکم عن إبراھیم قلت ورواہ السیوطی فی الحاوی من بروایۃ ابن أبی شیبۃ ونعیم بن حماد وأبی نعیم وفی آخرہ فإنہ المھدی۔

(۱۵۷۹) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل عند کنزکم ثلاثۃ کلھم ابن خلیفۃ ثم لا یصیر إلی واحد منھم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقتلونکم قتلاً لم یقتلہ قوم ثم ذکر شیئاً لا أحفظہ فقال إذا رأیتموہ فبایعوہ ولو حبواً علی الثلج فإنہ خلیفۃ اللہ المھدی (رواہ ابن ماجہ) قال السندی أخرجہ أبو الحسن بن سفیان فی مسندہ وأبو نعیم فی کتاب المھدی

اور نکالے جائیں گے یہاں تک کہ ایک قوم مشرق کی طرف سے کالے جھنڈے لئے ہوئے آئے گی میرے اہل بیت ان سے طالب خیر ہوں گے لیکن وہ ان کو نہیں دیں گے اس پر سخت جنگ ہوگی آخر وہ شکست کھائیں گے اور جو ان سے طلب کیا تھا پیش کریں گے مگر وہ اس کو قبول نہ کریں گے آخر کار وہ ان جھنڈوں کو ایک ایسے شخص کے حوالہ کریں گے جو میرے اہل بیت سے ہوگا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر اسی طرح بھر دیگا جیسا لوگوں نے اس سے قبل ظلم وتعدی سے بھر دیا ہوگا لہذا تم میں سے جس کو اس کا زمانہ ملے وہ ضرور اس کے ساتھ ہو جائے اگرچہ اس کو برف پر گھسٹ کر چلنا پڑے (ابن ماجہ)۔

(۱۵۷۹) ثوبان روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بڑھاپے میں تین آدمی خلفاء کی اولاد میں سے قتل ہوں گے پھر ان کے خاندان میں کسی کو امارت نہیں ملے گی پھر مشرق کی طرف سے کالے جھنڈے نمایاں ہوں گے اور تم کو اس بری طرح سے قتل کریں گے کہ کسی قوم نے اس طرح

مِنْ طَرِيْقِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سُوَيْدٍ الشَّامِيِّ فِي الرِّوَايَةِ هٰذَا إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ وَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ۔

(۱۵۸۰) عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّوْدَ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوْهَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّ فِيْهَا خَلِيْفَةَ اللّٰهِ الْمَهْدِيَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ وَسَنَدُهُ صَحِيْحٌ كَذَا فِي الْإِذَاعَةِ ص۷۵

(۱۵۸۱) عَنْ أَبِي الصِّدِّيْقِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ إِنْ قُصِرَ فَسَبْعٌ وَإِلَّا فَتِسْعٌ تَنْعَمُ أُمَّتِي فِيْهِ نِعْمَةً لَمْ يَنْعَمُوْا مِثْلَهَا قَطُّ. تُؤْتِي الْأَرْضُ أُكُلَهَا لَا تَدَّخِرُ عَنْهُمْ شَيْئًا وَالْمَالُ يَوْمَئِذٍ كُدَاسٌ. يَقُوْمُ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي فَيَقُوْلُ خُذْ۔ (رواہ الحاكم في المستدرك واخرج حديث ابي سعيد من طرق متعددة وحكم على بعضها بانه على شرط الشيخين ورواه ابن ماجه وفيه زيد العمي ص۵۵)۔

قتل عام نہ کیا ہوگا۔ اس کے بعد انھوں نے کچھ اور بیان فرمایا جو مجھ کو یاد نہیں ہے پھر فرمایا جب اس شخص کو تم دیکھو تو اس سے بیعت کر لینا اگرچہ برف کے اوپر گھسٹ کر چلنا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا (ابن ماجہ)۔

(۱۵۸۰) ثوبانؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم دیکھو کہ سیاہ جھنڈے خراسان کی جانب سے آرہے ہیں تو اُن میں شامل ہو جانا اگرچہ برف کے اوپر گھٹنوں کے بل چلنا ہی کیوں نہ پڑے کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہوگا (احمد و بیہقی)۔

(۱۵۸۱) ابوالصدیق ناجی بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید خدریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے میری امت میں مہدی ہوگا جو کم سے کم سات سال ورنہ نو سال تک رہے گا۔ ان کے زمانے میں میری امت اتنی خوشحال ہوگی کہ اس سے قبل کبھی ایسی خوشحال نہ ہوئی ہوگی۔ زمین اپنی ہر قسم کی پیداوار ان کے لئے نکال کر رکھ دے گی اور کچھ بچا کر نہ رکھے گی اور مال اس زمانے میں کھلیان میں ناج کے ڈھیر کی طرح پڑا ہوگا حتیٰ کہ ایک شخص کھڑا ہو کر کہے گا اے مہدی! مجھے کچھ دیجئے۔ وہ فرمائیں گے (جتنا مرضی میں آئے) اٹھا لے۔ (مستدرک)

(۱۵۸۲) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَشِينَا أَنْ يَكُونَ بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَثٌ فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيشُ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا زَيْدٌ الشَّاكُّ، قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ سِنِينَ قَالَ فَيَجِيءُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي أَعْطِنِي قَالَ فَيَحْثِي لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ۔ رواه الترمذی وقال هذا حديث حسن وقد روی من غير وجه عن ابی سعيد عن النبی صلی الله عليه وسلم وابو الصديق الناجی اسمه بكر بن عمرو ويقال بكر بن قيس۔ وفی اسناده زيد العمی وروی البزار نحوه ورجاله ثقات كما فی الاذاعة۔ (ترمذی ص۴۶ ج۲)

(۱۵۸۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ يَسْقِيهِ اللّٰهُ الْغَيْثَ وَتُخْرِجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا وَيُعْطِي الْمَالَ صِحَاحًا وَتَكْثُرُ الْمَاشِيَةُ وَتَعْظُمُ الْأُمَّةُ وَيَعِيشُ سَبْعًا أَوْ ثَمَانِيًا يَعْنِي حِجَجًا۔ اخرجه الحاكم فی المستدرك وفيه سليمان بن عبيد ذكره ابن حبان فی الثقات ولم يروان احد اتكلم فيه۔ كذا فی الاذاعة۔

(۱۵۸۴) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُبَشِّرُكُمْ بِالْمَهْدِيِّ يُبْعَثُ عَلَى اخْتِلَافٍ مِنَ النَّاسِ وَزَلَازِلَ فَيَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا يَرْضَى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْأَرْضِ يَقْسِمُ الْمَالَ صِحَاحًا قِيلَ

(۱۵۸۲) ابو سعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وقوع حوادث کے خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کے بعد کیا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا میری امت میں مہدی ہوگا جو پانچ یا سات یا نو تک حکومت کرے گا (زید راوی حدیث کو ٹھیک مدت میں شک ہے) ہم نے پوچھا کہ اس عدد سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا سال۔ ان کا زمانہ ایسی خیر و برکت کا ہوگا کہ ایک شخص ان سے آکر سوال کریگا اور کہے گا کہ اے مہدی! مجھ کو کچھ دیجئے مجھکو کچھ دیجئے یہ کہتے ہیں کہ امام مہدی ہاتھ بھر بھر کر اس کو اتنا مال دیدینگے جتنا اس سے اٹھ سکے گا۔ (ترمذی)

(۱۵۸۳) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے آخر میں ایک شخص مہدی ظاہر ہوگا جس کے دور میں اللہ تعالیٰ خوب بارش نازل فرمائیگا اور زمین کی پیداوار بھی خوب ہوگی اور وہ مال حصہ رسد سب کو برابر تقسیم کریگا اور مویشیوں کی کثرت ہوجائیگی اور امت کو بہت عظمت حاصل ہوگی سات یا آٹھ سال تک اسی فراوانی سے رہے گا۔ راوی کہتا ہے کہ سات یا آٹھ سے آپ کی مراد سال تھے۔

(۱۵۸۴) ابو سعید خدریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میں تم کو مہدی کی بشارت دیتا ہوں جو ایسے زمانے میں ظاہر ہوں گے جبکہ لوگوں میں بڑا اختلاف ہوگا اور بڑے زلزلے

ما صعلحا۔ قال بالسویۃ بین الناس ویملأ قلوب امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غنی و یسعھم عدلہ حتی یأمر منادیا ینادی من لہ فی مال حاجۃ فما یقوم من الناس احد الا رجل واحد۔ فیکون کذالک سبع سنین۔ قال السیوطی فی الحاوی رواہ احمد فی مسندہ و ابو یعلی بسند جید۔ وفی الاذاعۃ رجالہما ثقات۔

(۱۵۸۵) عن ابی ھریرۃ قال حدثنی خلیلی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یخرج علیھم رجل من اھل بیتی فیضربھم حتی یرجعوا الی الحق قال قلت وکم یملک قال خمسا واثنین قال قلت وما خمسا واثنین۔ قال لا ادری۔ اخرج ابو یعلی وفیہ الرجا ابن الرجا۔ وثقہ ابوزرعۃ۔ وضعفہ ابن معین۔ وبقیۃ رجالہ ثقات۔ قالہ الشوکانی کذا فی الاذاعۃ۔

(۱۵۸۶) عن یسیر بن جابر قال ھاجت ریح حمراء بالکوفۃ فجاء رجل لیس لہ ھجیری الا یا عبد اللہ بن مسعود جاءت الساعۃ قال فقعد وکان متکئا فقال ان الساعۃ لا تقوم

آئیں گے وہ آکر پھر زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جیسا کہ وہ اس کی آمد سے قبل ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ آسمان کے فرشتے اور زمین کے باشندے سب اس سے راضی ہوں گے اور مال تقسیم کریں گے صحاحا۔ سوال کیا گیا صحاح کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ انصاف کے ساتھ سب میں برابر (مال تقسیم کریں گے) اور امتِ محمدیہ کے دل غنا سے بھر دینگے اس کا انصاف بلا تخصیص سب میں عام ہوگا اس کے زمانے میں فراغت یہ عالم ہوگا کہ) وہ ایک اعلان کرنے والے کو حکم دینگے وہ اعلان کرے گا کسی کو مال کی ضرورت باقی ہے تو صرف ایک شخص کھڑا ہوگا اسی حالت پر سات سال کا عرصہ گزرے گا۔ (احمد، ابو یعلی)

(۱۵۸۵) ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے خلیل ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا (ابو القاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) قیامت اس وقت تک نہیں آئیگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ظاہر نہ ہو۔ وہ اہل دنیا کو زبردستی راہ حق پر قائم کرے گا۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا اس کی حکومت کتنے دن قائم رہے گی انھوں نے فرمایا پانچ اور دو (یعنی سات) یہ کہتے ہیں میں نے پوچھا ۵ اور ۲ کیا؟ انھوں نے کہا یہ میں نہیں جانتا کہ مراد سات سال تھے یا مہینے۔ گزشتہ روایات سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ یہاں سال ہی مراد ہیں)۔ (مسند ابو یعلی)۔

(۱۵۸۶) یسیر بن جابر سے روایت ہے ایک بار کوفہ میں لال آندھی آئی ایک شخص آیا جس کا تکیہ کلام ہی تھا اے عبد اللہ بن مسعودؓ قیامت آئی یہ سن کر عبد اللہ بن مسعودؓ بیٹھ گئے اور پہلے تکیہ لگائے ہوئے تھے

حتی لا یقسم میراث ولا یفرح بغنیمۃ ثم قال بیدہ ھکذا ونحاھا نحو الشام فقال
عدو یجمعون لاھل الشام ویجمع لھم اھل الاسلام قلت الروم تعنی قال نعم
قال ویکون عند ذاکم القتال ردۃ شدیدۃ فیشترط المسلمون شرطۃ للموت لا ترجع
الا غالبۃ فیقتتلون حتی یحجز بینھم اللیل فیفیء ھؤلاء وھؤلاء کل غیر غالب و
تفنی الشرطۃ ثم یشترط المسلمون شرطۃ للموت لا ترجع الا غالبۃ فیقتتلون حتی
یحجز بینھم اللیل فیفیء ھؤلاء وھؤلاء کل غیر غالب وتفنی الشرطۃ ثم یشترط
المسلمون شرطۃ للموت لا ترجع الا غالبۃ فیقتتلون حتی یمسوا فیفیء ھؤلاء وھؤلاء
کل غیر غالب وتفنی الشرطۃ فاذا کان الیوم الرابع نھد الیھم بقیۃ اھل الاسلام
فیجعل اللہ الدابرۃ علیھم فیقتتلون مقتلۃ اما قال لا یری مثلھا واما قال لم یر
مثلھا حتی ان الطائر لیمر بجنباتھم فما یخلفھم حتی یخر میتا فیتعاد بنو الاب
کانوا مائۃ فلا یجدونہ بقی منھم الا الرجل الواحد فبای غنیمۃ یفرح او ای میراث
یقاسم فبینا ھم کذلک اذ سمعوا ببأس ھو اکبر من ذلک فجاءھم الصریخ ان

انھوں نے فرمایا کہ قیامت نہ قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ ترکہ نہ بٹے گا اور مالِ غنیمت سے کچھ خوشی نہ ہوگی (کیونکہ جب کوئی وارث ہی نہ رہے گا تو ترکہ کون بانٹے گا اور جب کوئی لڑائی سے زندہ نہ بچے گا تو مالِ غنیمت کی کیا خوشی ہوگی) پھر شام کے ملک کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور کہا (نصاریٰ) دشمن مسلمانوں سے جنگ کے لئے جمع ہوں گے اور مسلمان بھی ان سے لڑنے کے لئے جمع ہوں گے میں نے کہا دشمن سے آپ کی مراد نصاریٰ ہیں؟ انھوں نے فرمایا ہاں' اور اس وقت لڑائی شروع ہوگی مسلمان ایک لشکر کو آگے بھیجیں گے جو مرنے کی شرط لگا کر آگے بڑھے گا یعنی اس قصد سے لڑے گا کہ یا مر جائیں گے یا فتح کرکے آئیں گے پھر دونوں لشکروں میں جنگ ہوگی یہاں تک کہ رات ہو جائے گی اور دونوں طرف کی فوجیں لوٹ جائیں گی کسی کو غلبہ نہ ہوگا اور جو لشکر لڑائی کے لئے بڑھا تھا وہ بالکل فنا ہو جائے گا (یعنی سب مارا جائے گا) دوسرے دن پھر مسلمان ایک لشکر آگے بڑھائیں گے جو مرنے کے لئے اور غالب ہونے کے لئے جائے گا اور لڑائی ہوتی رہے گی یہاں تک کہ رات ہو جائے گی پھر دونوں طرف کی فوجیں لوٹ جائیں گی اور کسی کو غلبہ نہ ہوگا جو لشکر آگے بڑھا تھا وہ فنا ہو جائے گا پھر تیسرے دن مسلمان ایک لشکر آگے بڑھائیں گے، مرنے یا غالب ہونے کی نیت سے اور شام تک لڑائی رہے گی پھر دونوں کی طرف کی فوجیں لوٹ جائیں گی اور کسی کو غلبہ نہ ہوگا اور وہ لشکر بھی فنا ہو جائے گا۔ جب چوتھا دن ہوگا تو جتنے مسلمان

لِلدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِي ذَرَارِيهِمْ فَيَرْفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَيُقْبِلُونَ فَيَبْعَثُونَ عَشْرَ فَوَارِسَ طَلِيعَةً قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَأَلْوَانَ خُيُولِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ أَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ۔ (رواہ مسلم)

(۱۵۸۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِينَةٍ جَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَغْزُوَهَا سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْحَاقَ فَإِذَا جَاؤُوهَا نَزَلُوا فَلَمْ يُقَاتِلُوا بِسِلَاحٍ وَلَمْ يَرْمُوا بِسَهْمٍ قَالُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ أَحَدُ جَانِبَيْهَا قَالَ ثَوْرُ ابْنُ يَزِيدَ الرَّاوِي لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُولُونَ الثَّانِيَةَ لَا إِلٰهَ

باقی رہ جائیں گے وہ سب آگے بڑھیں گے، اُس دن اللہ تعالیٰ کافروں کو شکست دے گا اور ایسی لڑائی ہوگی کہ ویسی کوئی نہ دیکھے گا یا ویسی لڑائی کسی نے نہ دیکھی ہوگی (راوی کو لفظ میں شک ہے) یہاں تک کہ پرندہ ان کے اوپر یا ان کی نعشوں سے پرواز کرے گا پر آگے نہیں بڑھے گا کہ وہ مردہ ہو کر گر جائیگا (یعنی اس کثرت کے ساتھ لاشیں ہی لاشیں ہو جائیں گی) اور جب ایک دادا کی اولاد کی مردم شماری کی جائیگی تو فیصدی ۹۹ آدمی مارے جا چکے ہوں گے اور صرف ایک بچا ہوگا ایسی حالت میں کون سے مال غنیمت سے خوشی ہوگی اور کونسا ترکہ تقسیم ہوگا۔ پھر مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک اور بڑی آفت کی خبر سنیں گے اور وہ یہ کہ شور مچے گا کہ ان کے بال بچوں میں دجال آگیا ہے، یہ سنتے ہی جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہوگا سب چھوڑ کر روانہ ہو جائیں گے اور دس سواروں کو لین ڈوری کے طور پر روانہ کریں گے (تاکہ دجال کی خبر کی تحقیق کر کے لائیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان سواروں کے اور ان کے باپوں کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہوں وہ اس وقت تمام روئے زمین کے بہتر سوار ہوں گے یا بہتر سواروں میں سے ہوں گے (مسلم شریف)۔

(۱۵۸۷) ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے وہ شہر سُنا ہے جس کی ایک جانب خشکی میں اور دوسری جانب سمندر میں ہے؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سنا ہے۔ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ بنو اسحاق کے ستر ہزار مسلمان

(۱۵۸۷) دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ قسطنطنیہ کا ہے۔ یہاں نعرۂ تکبیر سے شہر کے فتح ہو جانے پر تعجب کرنے والے مسلمان ذرا غور و فکر کے ساتھ ایک بار اپنی گذشتہ تاریخ کا مطالعہ کریں تو ان کو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کی فتوحات کی تاریخ اس قسم کے عجائبات سے معمور ہے اور سچ یہ ہے کہ اگر اس قسم کی غیبی امداد ان کے ساتھ نہ ہوتیں تو اس زمانے میں جبکہ نہ دخانی جہاز تھے نہ فضائی طیارے اور نہ موٹر، پھر ربع مسکون میں اسلام کو پھیلا دینا یہ کیسے ممکن تھا آج جبکہ

إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْآخَرُ ثُمَّ يَقُولُونَ الثَّالِثَةَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ فَيُفَرَّجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُونَهَا فَيَغْنَمُونَ فَبَيْنَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْمَغَانِمَ إِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِيخُ أَنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرُكُونَ كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُونَ (رواہ مسلم)

(۱۵۸۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيشُ الرُّومُ عَلَى وَالٍ مِنْ عِتْرَتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي فَيَقْتَتِلُونَ بِمَكَانٍ يُقَالُ لَهُ الْعُمَاقُ فَيَقْتَتِلُونَ فَيُقْتَلُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الثُّلُثُ أَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ ثُمَّ يَقْتَتِلُونَ الْيَوْمَ الْآخَرَ فَيُقْتَلُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ نَحْوُ ذٰلِكَ ثُمَّ يَقْتَتِلُونَ الثَّالِثَ فَيَكُرُّونَ أَهْلُ الرُّومِ فَلَا يَزَالُونَ حَتَّى يَفْتَحُوا

اس پر چڑھائی نہ کریں جب وہ اس شہر کے پاس جا کر اتریں گے تو نہ کسی ہتھیار سے لڑیں گے نہ کوئی تیر چلائیں گے بلکہ ایک نعرہ تکبیر لگائیں گے جس کی برکت سے شہر کی ایک جانب گر پڑے گی تو ابن یزید جو اس حدیث کا ایک راوی ہے کہتا ہے کہ جہاں تک مجھے یاد ہے مجھ سے بیان کرنے والے نے اُس جانب کے متعلق یہ بیان کیا تھا کہ وہ جانب سمندر کے رخ والی ہوگی اس کے بعد پھر دوبارہ نعرہ تکبیر لگائیں گے تو اس کی دوسری جانب بھی گر جائے گی، اس کے بعد جب تیسری بار نعرہ تکبیر بلند کریں گے تو دروازہ کھل جائے گا اور وہ اس میں داخل ہو جائیں گے اور مال غنیمت حاصل کریں گے۔ اس درمیان میں کہ وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے کہ آواز آئیگی دیکھو وہ دجال نکل پڑا، یہ سنتے ہی وہ سب مال ومتاع چھوڑ کر لوٹ پڑیں گے۔ (مسلم)

(۱۵۸۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رومی میرے خاندان کے ایک ولی سے عہد شکنی کریں گے جس کا نام میرے ہی نام کی طرح ہوگا پھر وہ عماق نامی جگہ پر جنگ کریں گے اور مسلمانوں کا تہائی لشکر یا تقریباً اتنا ہی شہید کر دیا جائے گا۔ پھر دوسرے دن جنگ کریں گے اور اتنی ہی مقدار شہید کر دی جائے گی پھر تیسرے دن جنگ کریں گے اور مسلمان پلٹ کر رومیوں پر حملہ آور ہوں گے اور جنگ کا یہ سلسلہ قائم رہے گا حتی کہ وہ قسطنطنیہ فتح کر لیں گے پھر اس دوران میں کہ وہ ڈھالیں

مادی طاقتوں نے سیر وسیاحت کا مسئلہ بالکل آسان کر دیا ہے جن جن سرزمین میں ہم پہنچے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ہم سے پہلے وہاں پہنچ چکا تھا۔ علاء بن حضرمی صحابی اور ابو مسلم خولانی کا مع اپنی فوج کے سمندر کو خشکی کی طرح عبور کر جانا تاریخ کا واقعہ ہے، خالد بن ولید کے سامنے مقام حیرہ میں زہر کا پیالہ پیش ہونا اور ان کا بسم اللہ کہہ کر نوش کر لینا اور اس کا نقصان نہ کرنا بھی تاریخ کی ایک حقیقت ہے۔ سفینہ (آپ کے غلام کا نام ہے) کا روم میں ایک جگہ گم ہو جانا اور ایک شیر کا گردن جھکا کر ان کو لشکر تک پہنچا نا اور حضرت عمرؓ کا مدینہ میں منبر پر اپنے جنرل ساریہ کو آواز دینا اور مقام نہاوند میں ان کا سُن لینا۔ اور حضرت عمرؓ کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہو جانا یہ تمام تاریخ کے مستند حقائق ہیں ان واقعات کے سوا جو بسلسلہ سند ثابت ہیں ہندوستان کی بابت سے عجیب واقعات ایسے بھی ثابت ہیں جن میں سے کسی کسی کی شہادت تو انگریزوں کی زبان سے بھی ثابت ہے۔

القسطنطینیۃ فبینما ھم یقتسمون فیھا بالاتراس اذ آتاھم صارخ ان الدجال قد خلفکم فی ذراریکم۔ اخرجہ الخطیب فی المتفق والمفترق کذا فی الاذاعۃ ص۱۱۲

(۱۵۸۹) عن ابی امامۃ مرفوعاً قال ستکون بینکم وبین الروم اربع ھدن یوم الرابعۃ علی ید رجل من ال ھارون یدوم سبع سنین قیل یارسول اللّٰہ من امام الناس یومئذ قال من ولدی ابن اربعین سنۃ کان وجھہ کوکب دری فی خدہ الایمن خال اسود علیہ عباءتان قطوانیتان کانہ من رجال بنی اسرائیل یملک عشر سنین یستخرج الکنوز ویفتح مدائن الشرک (رواہ الطبرانی کما فی الکنز ص۲۶۸)

(۱۵۹۰) عن عوف بن مالک قال اتیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک وھو فی قبۃ من ادم فقال اعدد ستا بین یدی الساعۃ۔ موتی۔ ثم فتح بیت المقدس ثم موتان یاخذ فیکم کقعاص الغنم۔ ثم استفاضۃ المال حتی یعطی الرجل

بھر بھر کر مالِ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے کہ ایک آواز لگانے والا یہ آواز لگائے گا کہ دجال تمہاری اولاد کے پیچھے لگ گیا ہے۔

(۱۵۸۹) ابو امامہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اور روم کے درمیان چار مرتبہ صلح ہوگی۔ چوتھی صلح ایسے شخص کے ہاتھ پر ہوگی جو آلِ ہارون سے ہوگا اور یہ صلح سات سال تک برابر قائم رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس وقت مسلمانوں کا امام کون شخص ہوگا آپؐ نے فرمایا وہ شخص میری اولاد میں سے ہوگا جس کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ اس کا چہرہ ستارہ کی طرح چمکدار، اس کے دائیں رخسار پر سیاہ تل ہوگا، اور دو قطوانی عبائیں پہنے ہوگا، بالکل ایسا معلوم ہوگا جیسا بنی اسرائیل کا شخص۔ دس سال حکومت کرے گا، زمین سے خزانوں کو نکالیگا اور مشرکین کے شہروں کو فتح کرے گا۔ (طبرانی)

(۱۵۹۰) عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے چھ باتیں گن رکھو سب سے پہلے میری وفات، پھر بیت المقدس کی فتح پھر تم میں عام موت ظاہر ہوگی جس طرح کہ بکریوں میں

(۱۵۹۰) اس حدیث میں قیامت سے قبل چھ علامات کا ذکر کیا گیا ہے جن کی تعیین میں اگرچہ بہت کچھ اختلافات ہیں اور ان کے ابہام کی وجہ سے ہونے چاہئیں لیکن یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حدیث مذکور کے بعض الفاظ حضرت امام مہدی کے خروج کی علامات سے اتنے ملتے جلتے ہیں کہ اگر ان کو ادھر ہی اشارہ قرار دیدیا جائے تو ایک قریبی احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس حدیث کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بحث میں لکھدیا گیا ہے، یہ لحاظ کئے بغیر کہ محقق ابن خلدون اور ان کے

بِمِائَةِ دِينَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ فَيَغْدِرُونَ فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اِثْنَا عَشَرَ أَلْفًا - (رواه البخاری) -

(۱۵۹۱) عَنْ ذِي مِخْبَرٍ (هو ابن اخی النجاشی خادم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صُلْحًا آمِنًا فَتَغْزُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ فَتُنْصَرُونَ وَتَغْنَمُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجٍ ذِي تُلُولٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيبَ فَيَقُولُ غَلَبَ الصَّلِيبُ فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَدُقُّهُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ (رواہ ابوداؤد)

وبائی مرض پھیل جائے (اور ان کی تباہی کا باعث بن جائے) پھر مال کی بہتات ہوگی حتیٰ کہ ایک شخص کو سو دینار دیئے جائیں گے اور وہ خوش نہ ہوگا پھر فتنہ و فساد پھیل پڑے گا اور عرب کا کوئی گھر اس سے باقی نہ رہے گا پھر صلح کی زندگی ہوگی اور یہ تمہارے اور بنی الاصفر (رومی) کے درمیان قائم رہے گی پھر وہ تم سے عہد شکنی کریں گے اور اسی جھنڈوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کردیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔

(۱۵۹۱) ذی مخبر رسول اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ تم روم سے صلح کروگے پوری صلح اور دونوں مل کر اپنے دشمن سے جنگ کروگے اور تم کو کامیابی ہوگی اور مال غنیمت ملے گا یہاں تک کہ جب ایک زمین پر آکر لشکر اترے گا جس میں ٹیلے ہوں گے اور سبزہ ہوگا تو ایک شخص نصرانیوں میں سے صلیب اونچی کرکے کہے گا کہ صلیب کا بول بالا ہوا، اس پر ایک مسلمان کو غصہ آجائے گا وہ اٹھ کر صلیب کو لے کر توڑ ڈالے گا اور اس وقت نصاریٰ غداری کریں گے اور جنگ عظیم کے لئے سب ایک محاذ پر جمع ہوجائیں گے۔ (ابوداؤد)

از تاب اس کے معتقد ہیں یا نہیں۔

(تنبیہ) یہ بات قابل تنبیہ ہے کہ علماء کے نزدیک مفہوم عدد معتبر نہیں ہے اس لئے مجھ کو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے کہ قیامت سے قبل اس کے ظہور کی چھ علامات ہیں یا بیش وکم۔ یہ وقت اور علامات کی حیثیت شمار کرنے سے مختلف ہوسکتی ہیں ان کا کسی حیثیت سے چھ ہونا بھی ممکن ہے اور کسی لحاظ سے وہ کم اور زیادہ بھی ہوسکتی ہیں ممکن ہے کہ وقتی لحاظ سے جن علامات کو آپ نے بیان شمار کرایا ہے ان کا عدد کسی خصوصیت پر مشتمل ہو۔ یہ بات صرف یہاں نہیں بلکہ دیگر حدیثوں کے موضوع میں بھی اگر آپ کے پیش نظر رہے تو بہت سی مشکلات کے لئے موجب حل ہوسکتی ہے جیسا کہ فضل اعمال کی حدیثوں میں اختلاف ملتا ہے اور اس کو بہت پیچیدگیوں میں ڈال دیا گیا ہے حالانکہ یہ اختلاف بھی صرف وقتی اور شخصی اختلاف کے لحاظ سے پیدا ہوجانا بہت قرین قیاس ہے۔ مگر کیا کیا جائے منطقی عادات نے ہمارے ذہنی ساخت کو بدل دیا ہے۔ چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند۔

(۱۵۹۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (رواہ الشیخان) وَفِیْ لَفْظٍ لِمُسْلِمٍ فَاَمَّکُمْ وَفِیْ لَفْظَةٍ اُخْرٰی فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ

(۱۵۹۲) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تمہارے اندر عیسیٰ بن مریم اتریں گے اور اس وقت تمہارا امام وہ شخص ہوگا جو خود تم میں سے ہوگا۔ (بخاری و مسلم) مسلم کے ایک لفظ میں ہے کہ ایک شخص جو تم ہی میں سے ہوگا اور اس وقت کی نماز میں تمہارا امام وہی ہوگا۔

(۱۵۹۲) حدیث مذکور میں واما مکم منکم کی شرح بعض علماء نے یہ بیان کی ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نازل ہونگے تو شریعتِ محمدیہ ہی پر عمل فرمائیں گے اس لحاظ سے گویا وہ ہم ہی میں سے ہوں گے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہاں امام سے مراد امام مہدی ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے زمانے میں نازل ہوں گے جبکہ ہمارا امام خود ہم ہی میں کا ایک شخص ہوگا۔ ان دونوں صورتوں میں امامت سے مراد امامتِ کبریٰ یعنی امیر و خلیفہ ہے۔

اس مضمون کے ساتھ صحیح مسلم میں فیقول امیرھم تعال صل لنا کا دوسرا مضمون بھی آیا ہے یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو نماز کا وقت ہوگا اور امام مصلیٰ پر جا چکا ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر وہ امام پیچھے ہٹنے کا ارادہ کرے گا اور عرض کرے گا آپ آگے تشریف لائیں اور نماز پڑھائیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی کو امامت کا حکم فرمائیں گے اور یہ نماز خود اسی کے پیچھے ادا فرمائیں گے یہاں امامت سے مراد امامت صغریٰ یعنی نماز کا امام مراد ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں مضمون بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح علیحدہ علیحدہ منقول ہوئے ہیں۔ ابوہریرہؓ کی حدیث میں لفظ "وامامکم منکم" سے پہلا مضمون مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانے میں مسلمانوں کا امیر ایک نیک شخص ہوگا جیسا کہ ابن ماجہ کی حدیث میں اس کی وضاحت آچکی ہے ملاحظہ فرمائیے ترجمان السنہ ج ۴ ص ۲۹۶ اس میں واما مکم منکم کی بجائے واما مکم "رجل صالح" صاف موجود ہے یعنی تمہارا امام ایک مرد صالح ہوگا۔ اب بعد میں کسی راوی نے اس کو دوسری روایت پر حمل کر کے امام سے مراد امامت صغریٰ یعنی نماز کی امامت مراد لے لی ہے اور اس لئے اس کو بلفظ التکلم ادا کر دیا ہے اس کے بعد کسی نے اس کے ساتھ "منکم" کا لفظ اور اضافہ کر دیا ہے اور جب امکم کے ساتھ لفظ منکم کی مراد واضح نہ ہو سکی تو پھر اس کی تاویل شروع ہو گئی ہے ورنہ امامکم منکم کا اصل لفظ بالکل واضح ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی اجمال نہیں ہے۔ ابن ماجہ کی قوی حدیث نے اس کی پوری تشریح بھی کر دی ہے لہٰذا جب صحیح مسلم کی مذکورہ بالا حدیث میں یہ متعین ہو گیا کہ امام سے امیر و خلیفہ مراد ہے تو اب بحث طلب بات صرف یہ رہتی ہے کہ یہ امام اور رجل صالح کیا وہی امام مہدی ہی ہیں یا کوئی دوسرا شخص ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر دوسری روایات سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اس امام اور رجل صالح سے مراد یہی امام مہدی ہیں تو پھر امام مہدی کی آمد کا ثبوت خود صحیحین میں ماننا پڑے گا۔ اس کے بعد اب آپ وہ روایات ملاحظہ فرمائیں جن میں یہ مذکور ہے کہ یہاں امام سے مراد امام مہدی ہی ہیں۔ یہ واضح رہنا چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانے میں کسی امام عادل کا موجود ہونا جب صحیحین سے ثابت ہو تو اس دعویٰ کے لئے کوئی ضعیف حدیث بھی موجود نہیں کہ وہ امام "امام مہدی" نہ ہوں گے بلکہ کوئی اور امام ہوگا تو اب اس امام کے امام مہدی ہونے کے انکار کیلئے کوئی معقول وجہ نہیں ہے بالخصوص جبکہ دوسری روایات میں اس کے امام مہدی ہونے کی تصریح موجود ہے۔ اسی کے ساتھ جب صحیح مسلم کی حدیثوں میں اس امام کے صفات وہی ہیں جو حضرت امام مہدی کی صفات ہیں تو پھر ان حدیثوں کو بھی امام مہدی کی آمد کا ثبوت تسلیم کر لینا چاہیے۔ اس کے علاوہ حدیثوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے جو اگرچہ بلحاظ اسناد ضعیف ہی لیکن صحیح و حسن حدیثوں کے ساتھ ملا کر وہ بھی "

"امام مہدی کی آمد کی حجت کہا جا سکتا ہے۔

(۱۵۹۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ الْمَهْدِیُّ یَنْزِلُ عَلَیْہِ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَیُصَلِّیْ خَلْفَہٗ عِیْسٰی۔ اخرجہ نعیم بن حماد کذا فی الحاوی ص۴۸

(۱۵۹۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَّا الَّذِیْ یُصَلِّیْ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ خَلْفَہٗ۔ اخرجہ ابو نعیم کذا فی الحاوی ص۶۲

(۱۵۹۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ تُقَاتِلُ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی یَنْزِلَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ بِبَیْتِ الْمَقْدِسِ یَنْزِلُ عَلَی الْمَهْدِیِّ فَیُقَالُ تَقَدَّمْ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ فَصَلِّ بِنَا فَیَقُوْلُ هٰذِهِ الْاُمَّۃُ اُمَرَاءُ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ اخرجہ ابو عمرو الدانی فی سننہ الحاوی ص۸۳ ورواہ مسلم ایضا ولکن فیہ فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا۔ کما فی ترجمان السنہ ص۵۸۸

(۱۵۹۶) عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلْتَفِتُ الْمَهْدِیُّ وَقَدْ نَزَلَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ کَاَنَّمَا یَقْطُرُ مِنْ شَعْرِهِ الْمَاءُ فَیَقُوْلُ الْمَهْدِیُّ تَقَدَّمْ صَلِّ بِالنَّاسِ فَیَقُوْلُ عِیْسٰی اِنَّمَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ لَکَ فَیُصَلِّیْ خَلْفَ رَجُلٍ مِّنْ وُّلْدِیْ۔ اخرجہ ابو عمرو الدانی فی سننہ کذا فی الحاوی ص۸۱

(۱۵۹۳) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم امام مہدی کے بعد نازل ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے (ایک) نماز ادا فرمائیں گے۔

(۱۵۹۴) ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی امت میں سے ایک شخص ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ ابن مریمؑ اقتداء فرمائیں گے۔ (ابونعیم)

(۱۵۹۵) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک طائفہ حق کیلئے ہمیشہ مقابلہ کرتا رہے گا یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم امام مہدی کی موجودگی میں بیت مقدس میں طلوع فجر کے وقت اتریں گے ان سے عرض کیا جائیگا یا نبی اللہ آگے تشریف لائیے اور ہم کو نماز پڑھا دیجئے وہ فرمائیں گے یہ امت خود ایک دوسرے کیلئے امیر ہے (اس لئے اسوقت کی نماز تو یہی پڑھائیں) یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے مگر اس میں مہدیؑ کی بجائے امیرہم کا لفظ یعنی مسلمانوں کا امیر عرض کریگا کہ آپ ہم کو نماز پڑھا دیجئے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہی جواب مذکور ہے۔

(۱۵۹۶) حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتر چکے ہوں گے ان کو دیکھکر یوں معلوم ہوگا گویا ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے اسوقت امام مہدی ان کی طرف مخاطب ہوکر عرض کریں گے تشریف لائیے اور لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے وہ فرمائیں گے اس نماز کی اقامت تو آپ کیلئے ہو چکی ہے اور نماز تو آپ ہی پڑھائیں چنانچہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) یہ نماز میری اولاد میں سے ایک شخص کے پیچھے ادا فرمائیں گے۔

(۱۵۹۷) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ أَمِيْرُهُمُ الْمَهْدِيُّ تَعَالَ صَلِّ بِنَا فَيَقُوْلُ وَإِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةُ اللّٰهِ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ۔ اخرجہ السیوطی فی الحاوی ۶۴ عن ابی نعیم۔

(۱۵۹۸) عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ الْمَهْدِيُّ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَهُوَ الَّذِيْ يَؤُمُّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔ اخرجہ ابن ابی شیبۃ کذا فی الحاوی ۶۵

(۱۵۹۹) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ۔ وَقَالَ فَتَنْفِي الْمَدِيْنَةُ الْخَبَثَ مِنْهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَيُدْعٰى ذٰلِكَ الْيَوْمُ يَوْمَ الْخَلَاصِ فَقَالَتْ أُمُّ شَرِيْكٍ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ۔ قَالَ هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيْلٌ وَجُلُّهُمْ بَيْتُ الْمَقْدِسِ وَإِمَامُهُمُ الْمَهْدِيُّ رَجُلٌ صَالِحٌ فَبَيْنَمَا إِمَامُهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلِّيْ بِهِمُ الصُّبْحَ إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ فَرَجَعَ ذٰلِكَ الْإِمَامُ يَنْكُصُ يَمْشِي الْقَهْقَرٰى لِيَتَقَدَّمَ عِيْسٰى فَيَضَعُ عِيْسٰى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهُ تَقَدَّمْ فَإِنَّهَا لَكَ أُقِيْمَتْ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ إِمَامُهُمْ۔
اخرجہ ابن ماجۃ والرویانی وابن خزیمۃ وابو عوانۃ والحاکم وابو نعیم واللفظ لہ کذا فی الحاوی ۶۵

(۱۵۹۷) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہوں گے اور لوگوں کے امیر مہدی ..... فرمائیں گے کہ آیئے اور ہم کو نماز پڑھایئے وہ جواب دیں گے کہ تم ہی میں سے ایک دوسرے کا امیر ہے اور یہ اس امت کا اعزاز ہے۔

(۱۵۹۸) ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ مہدی ..... اسی امت سے ہوں گے اور عیسٰی ابن مریمؑ کی امامت انجام دیں گے۔

(۱۵۹۹) ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مدینہ گندگی کو اس طرح دور کردیگا جس طرح کہ بھٹی لوہے کی گندگی کو دور کردیتی ہے اور یہ دن یوم الخلاص (پاک اور ناپاک کی جدائی کا دن کہلائیگا۔ ام شریک نے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عرب کہاں ہوں گے آپؐ نے فرمایا کہ اس وقت ان کی تعداد کم ہوگی اور ان میں بیشتر بیت المقدس میں ہوں گے اور ان کے امام ایک مرد صالح مہدی ہوں گے۔ وہ ایک نیک انسان ہوں گے، وہ ایک دن صبح کی نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھیں گے کہ عیسٰی علیہ السلام کا نزول ہوجائیگا اور یہ امام (مہدی علیہ السلام) اُلٹے پاؤں لوٹیں گے تاکہ عیسٰی (علیہ السلام) (امامت کیلئے) آگے بڑھیں پھر عیسٰی علیہ السلام اپنا ہاتھ ان کے شانوں کے درمیان رکھدیں گے اور فرمائیں گے کہ آپ آگے بڑھئے اور یہ آپ ہی کے لئے اقامت کہی گئی ہے اور ان کے امام (مہدی .....) نماز پڑھائیں گے۔

(۱۶۰۰) عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ قَفِيزٌ وَلَا دِرْهَمٌ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذَاكَ فَقَالَ مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ يَمْنَعُونَ ذَاكَ ثُمَّ قَالَ يُوشِكُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ دِينَارٌ وَلَا مُدْيٌ أَيْ مُدْيٌ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذَاكَ فَقَالَ مِنْ قِبَلِ الرُّومِ ثُمَّ سَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا وَلَا يَعُدُّهُ عَدًّا قِيلَ لِأَبِي نَضْرَةَ وَأَبِي الْعَلَاءِ أَتَرَيَانِ أَنَّهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ لَا (رواه مسلم)

(۱۶۰۱) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا وَلَا يَعُدُّهُ عَدًّا۔ (رواہ مسلم)

(۱۶۰۰) ابو نضرۃ بیان کرتے ہیں کہ ہم جابر بن عبداللہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے فرمایا عنقریب ایسا ہوگا کہ اہلِ عراق کو نہ غلہ ملے گا نہ پیسہ۔ ہم نے دریافت کیا یہ مصیبت کس کی سبب سے آئے گی انہوں نے فرمایا عجم کے سبب سے، وہ نہ غلہ آنے دیں گے نہ پیسہ، پھر فرمایا عنقریب ایک وقت آئے گا کہ اہلِ شام کو نہ دینار ملے گا نہ کسی قسم کا ذرا سا غلہ ہم نے ان سے پوچھا یہ مصیبت کدھر سے آئے گی فرمایا روم کی جانب سے۔ یہ فرما کر تھوڑی دیر تک خاموش رہے اس کے بعد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو لپ بھر بھر کر مال دے گا اور شمار نہیں کرے گا۔ ابو نضرۃ سے جو صحابی کی حدیث کا راوی ہے اور ابو العلاء سے پوچھا گیا آپ کا کیا خیال ہے کیا اس خلیفہ کا مصداق عمر بن عبدالعزیز ہیں، ان دونوں نے بالاتفاق جواب دیا نہیں۔ (مسلم شریف)

(۱۶۰۱) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال دونوں ہاتھ بھر بھر کر دے گا اور اس کو شمار نہیں کریگا۔ (مسلم شریف)

(۱۶۰۱) صحیح مسلم کی مذکورہ بالا ہر دو حدیثوں میں ایک خلیفہ کے دور میں مال کی خاص بہتات کا تذکرہ ہے اور ابو نضرۃ کی حدیث میں اس خلیفہ کے مصداق کے متعلق بھی کچھ بحث ہے مگر ابو نضرہ راوی حدیث اور ابو العلاء کی رائے یہ ہے کہ اس کا مصداق عمر بن عبدالعزیز جیسا ضرب المثل عادل خلیفہ بھی نہیں بلکہ ان کے بعد کوئی اور خلیفہ ہے مگر جب امام ترمذی، امام احمد اور ابو یعلی کی صحیح حدیثوں میں مال کی یہی بہتات تقریباً ایک ہی الفاظ کے ساتھ امام مہدی کے عہد میں ان کے نام کے ساتھ مذکور ہے تو پھر صحیح مسلم میں جس خلیفہ کا تذکرہ موجود ہے اس کا امام مہدی ہونا قطعی نہیں تو کیا ظنی بھی نہیں کہا جا سکتا۔

خروج السفیانی وھلاکہ مع جنودہ بالبیداء

(١٦٠٢) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل یقال لہ السفیانی فی عمق دمشق وعامۃ من یتبعہ من کلب فیقتل حتی یبقر بطون النساء ویقتل الصبیان فتجمع لھم قیس فیقتلھا حتی لا یمنع ذنب تلعۃ ویخرج رجل من اھل بیتی فی الحرۃ فیبلغ السفیانی فیبعث الیہ جندا من جندہ فیھزمھم فیسیر الیہ السفیانی بمن معہ حتی اذا صار ببیداء من الارض خسف بھم فلا ینجو منھم الا المخبر عنھم۔ (رواہ الحاکم۔ کذا فی الحاوی ص ٦٥ ج ٢)

(١٦٠٣) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العجب ان اناسا من امتی یؤمون البیت لرجل من قریش قد لجأ بالبیت حتی کانوا بالبیداء خسف بھم فیھم المستبصر والمجبور وابن السبیل یھلکون مھلکا واحدا ویصدرون مصادر شتی یبعثھم اللہ علی نیاتھم (رواہ مسلم)

سفیانی کا نکلنا اور مقام بیداء میں اپنی فوج کے ساتھ ہلاک ہونا

(١٦٠٢) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دمشق کی بستی پر ایک سفیانی شخص حملہ آور ہوگا جس کی عام طور پر اتباع کرنے والے قبیلہ کلب کے لوگ ہوں گے وہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے گا اور بچوں کو قتل کریگا اس کے مقابلہ کیلئے قیس کے قبیلہ کے لوگ جمع ہوں گے پھر وہ ان کو قتل کریگا حتی کہ کسی ٹیلے کی گھاٹی ان کو بچا نہ سکے گی ادھر میرے اہل بیت میں سے سنگستان مدینہ میں ایک شخص ظاہر ہوگا اس سفیانی کو اس کی خبر پہنچے گی تو وہ اپنے لشکر میں سے ایک دستہ ان کے مقابلہ کیلئے روانہ کرے گا وہ شخص ان کو شکست دے گا اس پر سفیانی اپنے ہمراہیوں کو لیکر خود ان کے مقابلہ کے لئے چلے گا یہاں تک کہ جب بیداء کے میدان میں پہنچے گا تو سب زمین میں دھنس جائیں گے اور ان میں سے کوئی شخص بھی نہ بچے گا مگر صرف ایک شخص جو ان لوگوں کی خبر اپنی جماعت کو جا کر دے گا۔ (حاکم)

(١٦٠٣) حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تعجب کی بات ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ بیت اللہ شریف کی طرف ایسے قریشی شخص کے مقابلے کا قصد کرینگے جس نے بیت اللہ کی پناہ لے رکھی ہوگی اور میری امت ہی میں کے چند لوگ اس سے جنگ کا قصد کریں گے یہانتک کہ جب بیداء میں پہنچیں گے تو سب کے سب زمین میں دھنس جائیں گے ان میں اپنی خوشی سے آنیوالے اور زبردستی سے آنیوالے اور مسافر سب ہی قسم کے لوگ ہوں گے یہ سب ایک ہی جگہ ہلاک ہو جائیں گے مگر محشر میں اپنی اپنی نیت کے مطابق اٹھیں گے (مسلم شریف)

(١٦٠٤) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی
یَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْاَعْمَاقِ اَوْ بِدَابِقَ فَیَخْرُجُ اِلَیْهِمْ جَیْشٌ مِنَ الْمَدِیْنَةِ مِنْ خِیَارِ اَهْلِ
الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍ فَاِذَا تَصَافُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوْا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الَّذِیْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ
فَیَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ اِخْوَانِنَا فَیُقَاتِلُوْنَهُمْ فَیَنْهَزِمُ ثُلُثٌ

(١٦٠٤) ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ
روم کے نصاریٰ کا لشکر اعماق میں یا دابق میں اترے گا (یہ دونوں مقام حلب کے قریب ملک شام میں ہیں)
تو مدینہ سے ایک ایسا لشکر نکلے گا جو اس وقت تمام روئے زمین میں افضل ہوگا۔ جب دونوں لشکر صف آرا
ہو جائیں گے تو نصاریٰ کہیں گے تم اُن مسلمانوں سے الگ ہو جاؤ جنھوں نے ہمارے بال بچے گرفتار کر لئے ہیں
اور غلام بنالئے ہیں ہم ان سے لڑیں گے مسلمان کہیں گے نہیں خدا کی قسم ہم اپنے بھائیوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے

(١٦٠٤) سید برزنجیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے ایک مفصل روایت نقل کی ہے جس سے اس باب کے واقعات کی ترتیب پر
کافی روشنی پڑتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ اسلام رومیوں کے ساتھ مل کر پہلے ایک بار رومیوں کے کسی دشمن سے جنگ
کریں گے جس کے نتیجہ میں ان کی فتح ہوگی اور دشمن سے حاصل شدہ مال یہ دونوں باہم تقسیم کر لیں گے اس کے بعد پھر یہ دونوں
مل کر فارس سے جنگ کریں گے اور پھر ان ہی کو فتح ہوگی۔ رومی مسلمانوں سے کہیں گے کہ جس طرح پہلی بار ہم نے مال غنیمت
تقسیم کر کے تم کو دیا تھا اسی طرح اس بار تم بھی مال اور قیدی سب ہم کو برابر تقسیم کر کے ہم کو دیدو۔ اس پر اہل اسلام
حاصل شدہ مال اور مشرک قیدیوں کی تو تقسیم کر لیں گے مگر جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں گے وہ تقسیم نہ کریں گے، رومی
کہیں گے کہ ہم سے جنگ کرنے اور ہمارے بچوں کو قید کرنے کے یہی مجرم ہیں اس لئے ان کو بھی ہمارے حوالہ کرو، مسلمان کہیں گے یہ نہیں ہو
ہو سکتا ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو ہرگز تمہارے حوالہ نہیں کریں گے۔ رومی کہیں گے کہ یہ خلافِ معاہدہ بات ہے آخر کار رومی صاحب
رومیہ کے پاس یہ شکایت لے کر جائیں گے وہ اسی جھنڈے کا ایک بڑا لشکر سمندری راہ سے ان کے ہمراہ کردے گا جس کے ہر جھنڈے
کے نیچے بارہ ہزار سپاہی ہوں گے۔ یہ لشکر شام کا تمام ملک فتح کرلے گا صرف دمشق اور معتق کا پہاڑ بچ رہے گا اور بیت مقدس
کو برباد کر ڈالے گا یہاں ایک سخت جنگ ہوگی مسلمانوں کے نیچے معتق پہاڑ کے اوپر ہوں گے اور مسلمان نہر اربیا پر صبح وشام ان
نبرد آزما ہوں گے۔ جب شاہ قسطنطنیہ یہ نقشہ دیکھے گا تو وہ قنسرین کے پاس تین لاکھ فوج خشکی کی راہ سے روانہ کرے گا اور
یمن کے ساتھ چالیس ہزار قبیلہ حمیر کے لوگ ان سے آملیں گے یہاں تک کہ بیت مقدس پہنچیں گے اور وہ بھی روم سے جنگ کریں گے
آخر ان کو شکست دیں گے۔ ایک اور لشکر آزاد شدہ غلاموں کا بھی عرب کی مدد کے لئے آئیگا اور پکارے گا کہ اے عرب تم تعصب
کی بات چھوڑ دو ورنہ کوئی تمہارا ساتھ نہ دے گا اور پھر ان کی مشرکین سے جنگ ہوگی مگر مسلمانوں کے کسی لشکر کو فتح
نصیب نہ ہوگی ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے اور ایک تہائی بھاگ نکلیں گے اور ایک تہائی باقی رہ جائیں گے ان میں
سے پھر ایک تہائی مرتد ہو کر روم سے جا ملیں گے اور ایک تہائی عراق و یمن اور حجاز کی طرف بھاگ جائیں گے اور بقیہ ایک
تہائی کہیں گے کہ واقعی اب عصبیت چھوڑ کر سب متفق ہو جاؤ اور سب مل کر دشمن سے جنگ کرو اور اب اس عزم کے ساتھ
جنگ کریں گے کہ یا ہم فتح کر لیں گے ورنہ مر جائیں گے جب رومی لشکر مسلمانوں کی اس قلت کا احساس کرے گا تو ایک شخص
صلیب لے کر کھڑا ہوگا اور کہے گا کہ صلیب کا بول بالا ہوا اس پر ایک مسلمان جھنڈا لے کر نعرہ لگائے گا کہ اللہ کے انصار کا

لَا يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثٌ هُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَيَفْتَحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطُنْطِينِيَّةَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ إِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ أَنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ فَيَخْرُجُونَ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ فَلَمَّا جَاؤُا الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ

پھر لڑائی ہوگی تو مسلمانوں کا ایک تہائی لشکر بھاگ نکلے گا ان کی توبہ اللہ تعالیٰ کبھی قبول نہ کرے گا اور تہائی لشکر شہید ہو جائے گا یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام شہیدوں میں افضل ہوگا اور تہائی لشکر فتحیاب ہوگا وہ عمر بھر کبھی کسی فتنے اور بلا میں نہ پڑیں گے پھر وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے جو اس وقت نصاریٰ کے قبضہ میں آگیا ہوگا (اب تک یہ شہر مسلمانوں کے قبضہ میں ہے) وہ مالِ غنیمت کی تقسیم میں ابھی مشغول ہوں گے اور اپنی تلواریں کو زیتون کے درختوں میں لٹکا چکے ہوں گے اتنے میں شیطان آواز دے گا کہ دجال تمہارے پیچھے تمہارے بال بچوں میں نکل آیا ہے یہ خبر سنتے ہی مسلمان وہاں سے چل پڑیں گے حالانکہ یہ افواہ غلط ہوگی جب شام کے

غلبہ ہوا۔ رومیوں کے اس کلمہ پر اللہ تعالیٰ کو غصہ آئیگا اور وہ مسلمانوں کی دو لاکھ فرشتوں کے ساتھ مدد فرمائے گا اور مسلمانوں کو کامیاب کردے گا اس کے بعد مسلمان رومیوں کے ملک میں داخل ہو جائیں گے اور وہاں کے لوگ ان سے امن طلب کرکے جزیہ دینے پر راضی ہو جائیں گے پھر ارد گرد کے رومی یہ افواہ اڑائیں گے کہ دجال نکل آیا ہے مسلمان ادھر بھاگ پڑیں گے بعد میں ان کو معلوم ہوگا کہ یہ خبر غلط تھی ادھر باقی ماندہ مسلمانوں پر رومی ٹوٹ پڑیں گے اور ان کو بیخ و بنیاد سے قتل کر ڈالیں گے یہاں تک کہ روم میں عرب کے زن و مرد میں سے کوئی نہ بچے گا مسلمان واپس ہو کر جب یہ ماجرا دیکھیں گے تو پھر ان سے جنگ کریں گے اور جس قلعہ پر گذریں گے تین دن کے اندر اندر اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کردے گا یہاں تک کہ جب خلیج کے پاس پہنچیں گے تو نصاریٰ کہیں گے مسیح ہمارا مددگار ہے اور صلیب کی برکت خلیج سمندر سے بچاؤ کے لئے ہماری مدد ہے۔ جب صبح ہوگی تو کیا دیکھیں گے کہ خلیج خشک ہوگئی ہے اور سمندر ہٹ چکا ہے بس تھوڑا سا رہ گیا ہے اس میں اپنے خیمے لگا دیں گے ادھر مسلمان جمعہ کی شب میں کفر کے اس شہر کا محاصرہ کرلیں گے اور رات سے لیکر صبح تک حمد و اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے رہیں گے کوئی شخص سوئے گا اور نہ بیٹھے گا جب صبح ہوگی تو تمام مسلمان مل کر ایک بار اللہ اکبر کا نعرہ لگائیں گے اسی وقت شہر کی ایک جانب گر پڑے گی اس پر حیران ہو کر روم کہیں گے کہ پہلے تو ہماری جنگ عرب سے تھی اب تو جنگ کرنی خود پروردگار عالم ہی سے جنگ معلوم ہوتی ہے دیکھو مسلمانوں کے لئے ہمارا شہر خود بخود گر کر برباد ہو گیا۔ اس کے بعد مالِ غنیمت کا سونا ڈھالوں میں بھر بھر کر تقسیم ہوگا اور عورتیں اس کثرت سے ہوں گی کہ ایک ایک شخص کے حصے میں تین تین سو عورتیں آئیں گی اس کے بعد پھر دجال حقیقۃً نکل آئے گا اور قسطنطنیہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں فتح ہوگا جو زندہ و سلامت رہیں گے نہ بیمار پڑیں گے اور نہ کوئی مرض ان کو ستائے گا یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور ان کے ہمراہ یہ جماعت دجال کے لشکر (یہود) کے ساتھ جنگ میں شریک ہوگی۔ یہ روایت اس تفصیل کے ساتھ امام سیوطیؒ نے جامع کبیر میں ذکر فرمائی ہے۔

بعض حدیثوں میں امام مہدی کے متعلق "یصلحہ اللہ فی لیلۃ" کا لفظ بھی ملتا ہے جو ضابطہ حدیث کے اعتبار سے خواہ صحت کے درجہ پر نہ کہا جائے مگر ایک عمیق حقیقت اس سے حل ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں پر بعض ضعیف الایمان قلوب میں یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ جب امام مہدی ایسی کھلی ہوئی شہرت رکھتے ہیں تو پھر اُن کا تعارف، عوام و خواص میں کیسے

يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَؤُمُّهُمْ فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِيَدِهٖ فَيُرِيهِمْ دَمَهٗ فِي حَرْبَتِهٖ۔ (رواہ مسلم)

ملک میں پہنچیں گے اس وقت دجال نکلے گا اور جب مسلمان جنگ کے لئے مستعد ہوں گے اور صف آرائی کر رہے ہوں گے کہ نماز کا وقت آجائیگا اسی وقت عیسٰی علیہ السلام اتریں گے اور ان کی امامت کریں گے جب خدا کا دشمن دجال ان کو دیکھے گا تو مارے خوف کے اس طرح پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے اگر عیسٰی علیہ السلام اس کو یونہی چھوڑ دیں تو بھی وہ خود بخود گھل گھل کر ہلاک ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا قتل حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ہاتھ سے مقدر فرمایا ہے اس لئے وہ اس کو قتل فرمائیں گے اور اپنے نیزہ میں اس کے قتل کا خون دکھائیں گے (مسلم)

مخفی رہ سکتا ہے اس لئے مصائب و آلام کے وقت ان کے ظہور کا انتظار معقول معلوم نہیں ہوتا لیکن اس لفظ نے یہ حل کر دیا کہ یہ صفات خواہ کتنے ہی اشخاص میں کیوں نہ ہوں لیکن ان کے وہ باطنی تصرفات اور روحانیت مشیت الٰہیہ کے ماتحت اوجھل رکھی جائے گی یہاں تک کہ جب ان کے ظہور کا وقت آئے گا تو ایک ہی شب کے اندر اندر ان کی اندرونی خصوصیات منظر عام پر آجائیں گی گویا یہ بھی ایک کرشمۂ قدرت ہوگا کہ ان کے ظہور کے وقت سے قبل کوئی شخصیت ان کو پہچان نہ سکے گی اور جب وقت آئے گا تو قدرت الٰہیہ شب بھر میں وہ تمام صلاحیتیں ان میں پیدا کر دے گی جن کے بعد ان کا امام مہدی ہونا ایک نابینا پر بھی منکشف ہو جائیگا دیکھئے کہ دجال کا خروج احادیث صحیحہ سے کیسا ثابت ہے۔ لیکن ثابت شدہ حقیقت اس کے خروج سے پہلے پہلے کتنی مخفی ہے اور جب کہ یہ داستان دور فتن کی ہے تو اب امام مہدی کے ظہور اور دجال کے وجود میں انکشاف کا مطالبہ کرنا یا اس بحث میں پڑنا یہ مستقل خود ایک فتنہ ہے۔

اس قسم کے عجائبات کی مثالیں شریعت میں بہت ملتی ہیں۔ یوم جمعہ میں ساعت محمودہ کا ہونا تو یقینی ہے مگر وہ بھی اختلافات کے جھرمٹ میں ایسی مبہم ہو کر رہ گئی ہے کہ اس کا متعین کرنا اہل علم کو بھی مشکل پڑ گیا ہے یہی حال شب قدر میں ہے تو ما اس سے زیادہ ابہام دور فتن کی احادیث میں نظر آتا ہے غالباً یہ بھی مشیت الٰہیہ کا ایک بھید ہے کہ فتنہ اپنے وقت پر ظاہر ہو پھر اس کا متعین کرنا مشکل ہو جائے۔ دجال کی حدیثوں میں آپ پڑھیں گے کہ اس میں دجالیت کا ثبوت واضح سے واضح صورت میں موجود ہوگا لیکن اس پر بھی ایک جماعت ہوگی جو اس کو خدا اور رسول ماننے پر مجبور ہوگی کیونکہ اس کے ہمراہ دجالیت کے ثبوت کے ساتھ ساتھ ایسے شبہات کی دنیا ہوگی جن کا ظہور اسی کے ساتھ مخصوص ہے گو شبہات کسی کے دعوے کے ثبوت کے لئے کتنے ہی ناکافی ہوں مگر اس وقت کے ایمانوں کو متزلزل کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہوں گے یہی وجہ ہے کہ اس کے ظہور کے لئے قدرت الٰہیہ نے وہ زمانہ مقرر فرمایا ہے جبکہ ایمانوں کی قوت مسلوب ہو چکی ہوگی اور یہی راز ہے کہ اس کا ظہور خیر القرون میں نہ ہو سکا اور نہ اولیاء کرام کی کثرت کے ساتھ موجودگی میں ہو سکتا ہے ہاں مسلمانوں کے ایسے دور میں ہوگا جبکہ وہ بھیڑوں کی شکل میں مارے مارے پھرتے ہوں گے اور یہی حقیقت ہے کہ دنیا کے جس گوشہ میں ایمان کے پختہ لوگ بستے ہیں وہاں دجالی اثرات کا ظہور بہت مضمحل نظر آتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الدجال الاکبر

(۱۶۰۵) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ۔ (رواہ مسلم)

(۱۶۰۶) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهٗ جَنَّتُهٗ وَنَارُهٗ فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهٗ نَارٌ۔ (رواہ مسلم)

(۱۶۰۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهٖ نَبِيٌّ قَوْمَهٗ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ يَجِيْءُ مَعَهٗ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِيْ يَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَاِنِّيْ اُنْذِرُكُمْ كَمَا اَنْذَرَ بِهٖ نُوْحٌ قَوْمَهٗ (متفق علیہ)

(۱۶۰۸) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْاَ مِنْهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَاْتِيْهِ وَهُوَ يَحْسَبُ اَنَّهٗ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهٗ مِمَّا يُبْعَثُ مَعَهٗ مِنَ الشُّبُهَاتِ۔ (رواہ ابوداؤد)

دجال اکبر

(۱۶۰۵) عمران بن حصینؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لیکر قیامت آنے تک دجال سے زیادہ بڑا اور کوئی فتنہ نہیں ہے۔ (مسلم)

(۱۶۰۶) حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اس کے جسم پر بہت گھنے بال ہوں گے اور اس کے ساتھ اس کی جنت اور دوزخ بھی ہوگی لیکن جو اس کی جنت نظر آئیگی دراصل وہ دوزخ ہوگی اور جو دوزخ نظر آئے گی وہ اصل میں جنت ہوگی (لہذا جس کو وہ جنت بخشے گا وہ دوزخی ہوگا اور جس کو اپنی دوزخ میں ڈالے گا وہ جنتی ہوگا)۔ (مسلم شریف)۔

(۱۶۰۷) ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو دجال کے متعلق ایسی بات نہ بتلاؤں جو حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر آج تک کسی نبی نے اپنی امت کو نہ بتائی ہو۔ دیکھو وہ کانا ہوگا اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ کے نام سے دو شعبدے بھی ہوں گے تو جس کو وہ جنت کہے گا وہ درحقیقت دوزخ ہوگی۔ دیکھو دجال سے میں بھی تم کو اسی طرح ڈراتا ہوں جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔ (متفق علیہ)

(۱۶۰۸) عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو جو شخص دجال کی خبر سنے اس کو چاہیے کہ وہ اس سے دور ہی دور رہے بخدا کہ ایک شخص کو اپنے دل میں یہ خیال ہوگا کہ وہ مومن آدمی ہے لیکن ان عجائبات کو دیکھ کر جو اس کے ساتھ ہوں گے وہ بھی اس کے پیچھے لگ جائے گا۔ (ابوداؤد)

(۱۶۰۹) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ لَا تَعْقِلُوْا أَنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ قَصِيْرٌ أَفْحَجُ جَعْدٌ أَعْوَرُ مَطْمُوْسُ الْعَيْنِ لَيْسَتْ بِنَاتِئَةٍ وَلَا جَحْرَاءَ فَإِنْ أُلْبِسَ عَلَيْكُمْ فَاعْلَمُوْا أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ (رواہ ابوداؤد)

(۱۶۱۰) وَعَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوْحٍ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَهُ وَإِنِّيْ أُنْذِرُكُمُوْهُ فَوَصَفَهُ لَنَا قَالَ لَعَلَّهُ سَيُدْرِكُهُ بَعْضُ مَنْ رَآنِيْ أَوْ سَمِعَ كَلَامِيْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ قُلُوْبُنَا يَوْمَئِذٍ فَقَالَ مِثْلُهَا يَعْنِي الْيَوْمَ أَوْ خَيْرٌ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

(۱۶۱۱) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيْمَا يُحَدِّثُنَا بِهٖ أَنَّهُ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ

(۱۶۰۹) عبادہ بن صامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے دجال کے متعلق کچھ تفصیلات تم لوگوں سے بیان کیں لیکن مجھ کو خطرہ ہے کہ کہیں تم پورے طور پر اس کو نہ سمجھے ہو، دیکھو مسیح دجال کا قد ٹھنگنا ہوگا اس کے دونوں پیر ٹیڑھے، سر کے بال شدید خمیدہ، یک چشم مگر ایک آنکھ بالکل چپٹ صاف نہ اوپر کو ابھری ہوئی نہ اندر کو دھنسی ہوئی اگر اب بھی تم کو شبہ رہے تو یہ بات یاد رکھنا کہ تمہارا رب یقیناً کانا نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۶۱۰) ابوعبیدہ بن جراحؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ نوح علیہ السلام کے بعد جو نبی آیا ہے اس نے اپنی قوم کو دجال سے ضرور ڈرایا ہے اور میں بھی تم کو اس سے ڈراتا ہوں اس کے بعد آپ نے اس کی صورت وغیرہ بیان فرمائی اور کہا ممکن ہے جنھوں نے مجھ کو دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہو، اس میں کوئی ایسا نکل آئے جو اس کا زمانہ پاسکے انھوں نے پوچھا اس دن ہمارے دلوں کا حال کیسا ہوگا آپ نے فرمایا ایسا ہی جیسا آج ہے یا اور بھی بہتر۔

(۱۶۱۱) حضرت ابی سعید سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ایک طویل حدیث دجال کے بارہ میں بیان فرمائی تو جو باتیں آپ نے ہم سے اس کے متعلق بتائیں

(۱۶۱۰) پیشگوئی میں اقسام کا ابہام رہ جاتا ہے اور وہ تکوینی امر ہے۔ دیکھئے یہاں پر لعلہ سیدرکہ بعض من رآنی کے لفظ نے کتنا ابہام پیدا کر دیا ہے۔ پھر او خیر میں یہ ابہام کہاں تک جا پہنچا ہے۔

(۱۶۱۱) حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ بھی مستنبط ہو سکتا ہے جو اصول حدیث میں مندرج ہے اس کی تفصیل یہاں موقعہ سے نامناسب۔ کہتے ہیں کہ یہ شخص عجب نہیں کہ خضر علیہ السلام ہوں واللہ تعالیٰ اعلم بہر حال حدثنا میں جمع کے صیغہ میں بہت سے امور کی طرف اشارات ممکن ہیں۔

نِقَابِ الْمَدِيْنَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِيْنَةَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهُ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ أَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ (رواہ البخاری)

(۱۶۱۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْئُ الدَّجَّالُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ تَرْجُفُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ رواہ البخاری وفی روایۃ عنہ لایدخل المدینۃ رعب المسیح الدجال ولہا یومئذ سبعۃ ابواب علی کل باب ملکان وفی روایۃ علی نقاب المدینۃ ملائکۃ وفی روایۃ المدینۃ یأتیہا الدجال فیجد الملائکۃ یحرسونہا فلا یقربہا کلہا فی البخاری۔

ان میں یہ بھی فرمایا تھا کہ دجال آئے گا مگر مدینہ کے راستوں میں گھس آنا اس کے لئے حرام اور ناممکن ہوگا تو وہ مدینہ کے آس پاس کی بنجر زمین میں کسی جگہ آکر اترے گا تو —— اس کے مقابلہ کے لئے اس دن ایک شخص نکلے گا جو تمام انسانوں میں سب سے بہتر (یا بہتر انسانوں میں سے) ہوگا۔ وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کی بات ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنائی تھی تو دجال کہے گا لوگو! بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کردوں اور پھر اسے زندہ کردوں تب تو تم کو میرے معاملے میں کوئی شک شبہ باقی نہ رہے گا۔ وہ کہیں گے کہ نہیں تو وہ ان کو قتل کردے گا پھر ان کو زندہ کردے گا تو وہ بزرگ کہیں گے خدا کی قسم اب تو مجھ کو تیرے بارہ میں اور بھی یقین اور بصیرت حاصل ہوگئی کہ آج سے زیادہ ایسی بصیرت پہلے نہ تھی تو دجال پھر ان کو قتل کرنا چاہے گا مگر اس کا قابو ان پر نہ چل سکے گا (بخاری)

(۱۶۱۲) حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال آئیگا یہاں تک کہ مدینہ کے ایک کنارے آکر اترے گا تو تین بار زلزلے آئیں گے اس وقت جتنے کافر اور جتنے منافق ہوں گے سب نکل نکل کر اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ (بخاری)۔

(ان کی ایک اور روایت میں ہے کہ مدینہ کے اندر مسیح دجال کا رعب بھی نہ آنے پائیگا۔ اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو دو فرشتے ہوں گے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ مدینہ کے بڑے بڑے راستوں پر بہت سے فرشتے ہوں گے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ مدینہ کے پاس دجال آئے گا تو فرشتوں کو اس کی نگرانی کرتے پائیگا لہذا ان کے پاس بھی نہ پھٹک سکے گا۔)

(۱۶۱۳) عن فاطمة بنت قيس قالت سمعت منادي رسول الله صلى الله عليه وسلم
ينادي الصلوة جامعة فخرجت الى المسجد فصليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
فلما قضى صلوته جلس على المنبر وهو يضحك فقال ليلزم كل انسان مصلاه ثم
قال هل تدرون لم جمعتكم قالوا الله ورسوله اعلم قال اني والله ما جمعتكم لرغبة
ولا لرهبة ولكن جمعتكم لان تميما الداري كان رجلا نصرانيا فجاء واسلم وحدثني
حديثا وافق الذي كنت احدثكم به عن المسيح الدجال حدثني انه ركب في سفينة
بحرية مع ثلثين رجلا من لخم وجذام فلعب بهم الموج شهرا في البحر فارفؤا
الى جزيرة حين تغرب الشمس فجلسوا في اقرب السفينة فدخلوا الجزيرة فلقيتهم
دابة اهلب كثير الشعر لا يدرون ما قبله من دبره من كثرة الشعر قالوا ويلك ما انت
قالت انا الجساسة انطلقوا الى هذا الرجل في الدير فانه الى خبركم بالاشواق قال
لما سمت لنا رجلا فرقنا منها ان تكون شيطانة قال فانطلقنا سراعا حتى دخلنا الدير

(۱۶۱۳) فاطمہ بنت قیسؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کرنے والے کو سنا وہ اعلان کر رہا تھا چلو نماز ہونے والی ہے۔ میں نماز کے لئے نکلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی، آپ نماز سے فارغ ہو کر منبر پر بیٹھ گئے اور آپ کے چہرہ پر اس وقت مسکراہٹ تھی آپ نے فرمایا ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھا رہے اس کے بعد آپ نے فرمایا جانتے ہو میں نے تم کو کیوں جمع کیا ہے انھوں نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے آپ نے فرمایا بخدا میں نے تم کو نہ تو مال وغیرہ کی تقسیم کے لئے جمع کیا ہے نہ کسی جہاد کی تیاری کے لئے بس صرف اس بات کے لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری پہلے نصرانی تھا وہ آیا ہے اور مسلمان ہو گیا ہے اور مجھ سے ایک قصہ بیان کرتا ہے جس سے تم کو میرے اس بیان کی تصدیق ہو جائے گی جو میں نے کبھی دجال کے متعلق تمہارے سامنے ذکر کیا تھا وہ کہتا ہے کہ وہ ایک بڑی کشتی پر سوار ہوا جس پر سمندروں میں سفر کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ قبیلۂ لخم اور جذام کے تیس آدمی اور تھے۔
سمندر کا طوفان ایک ماہ تک ان کا تماشا بناتا رہا۔ آخر مغربی جانب ان کو ایک جزیرہ نظر پڑا جس کو دیکھ کر وہ بہت مسرور ہوئے اور چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرہ پر اتر گئے سامنے سے ان کو جانور کی شکل کی ایک چیز نظر پڑی جس کے سارے جسم پر بال ہی بال تھے کہ ان میں اس کے اعضاء مستورہ تک کچھ نظر نہ آتے تھے۔ لوگوں نے اس سے کہا کمبخت تو کیا بلا ہے؟ وہ بولی میں دجال کی جاسوس ہوں چلو اس گرجے میں چلو وہاں ایک شخص ہے جس کو تمہارا بڑا انتظار لگ رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جب اس نے ایک آدمی کا

فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ مَا رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَأَشَدُّهُ وِثَاقًا مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ مَا بَيْنَ
رُكْبَتَيْهِ إِلَى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيدِ قُلْنَا وَيْلَكَ مَا أَنْتَ؟ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلَى خَبَرِي فَأَخْبِرُونِي
مَا أَنْتُمْ؟ قَالُوا نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا فَدَخَلْنَا
الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ فَقَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ اعْمِدُوا إِلَى هَذَا فِي الدَّيْرِ فَأَقْبَلْنَا إِلَيْكَ
سِرَاعًا فَقَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ هَلْ تُثْمِرُ؟ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنَّهَا تُوشِكُ أَنْ لَا تُثْمِرَ
قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ هَلْ فِيهَا مَاءٌ؟ قُلْنَا هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ قَالَ إِنَّ مَاءَهَا يُوشِكُ
أَنْ يَذْهَبَ قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُغَرَ هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ
قُلْنَا نَعَمْ هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ وَأَهْلُهَا يَزْرَعُونَ مِنْ مَائِهَا قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ نَبِيِّ الْأُمِّيِّينَ مَا فَعَلَ
قُلْنَا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ بِيَثْرِبَ قَالَ أَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ
فَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلَى مَنْ يَلِيهِ مِنَ الْعَرَبِ وَأَطَاعُوهُ قَالَ أَمَا إِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ لَهُمْ
أَنْ يُطِيعُوهُ وَإِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي أَنَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ وَإِنِّي يُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ
فَأَخْرُجُ فَأَسِيرُ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدَعُ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ

ذکر کیا تو اب ہم کو ڈر لگا کہ کہیں وہ کوئی جن نہ ہو۔ ہم لپک کر گرجے میں پہنچے تو ہم نے ایک بڑا قوی ہیکل شخص دیکھا کہ اس سے قبل ہم نے ویسا کوئی شخص نہیں دیکھا تھا اس کے ہاتھ گردن سے ملا کر اور اس کے پیر گھٹنوں سے لیکر ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں سے نہایت مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھے۔ ہم نے اس سے کہا تیرا ناس ہو تو کون ہے؟ وہ بولا تم کو تو میرا پتہ کچھ نہ کچھ لگ ہی گیا اب تم بتاؤ تم کون لوگ ہو۔ انھوں نے کہا ہم عرب کے باشندے ہیں۔ ہم ایک بڑی کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ سمندر میں طوفان آیا اور ایک ماہ تک رہا اس کے بعد ہم اس جزیرہ میں آئے تو یہاں ہمیں ایک جانور نظر پڑا جس کے تمام جسم پر بال ہی بال تھے اس نے کہا میں جساسہ (جاسوس خبر رساں) ہوں چلو اس شخص کی طرف چلو جو اس گرجے میں ہے۔ اس لئے ہم جلدی جلدی تیرے پاس آ گئے۔ اس نے کہا مجھے یہ بتاؤ کہ بیسان (شام میں ایک بستی کا نام ہے) کی کھجوروں میں پھل آتا ہے یا نہیں۔ ہم نے کہا ہاں آتا ہے۔ اس نے کہا وہ وقت قریب ہے جب اس میں پھل نہ آئیں۔ پھر اس نے پوچھا اچھا "بحیرۂ طبریہ" کے متعلق بتاؤ اس میں پانی ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا بہت ہے۔ اس نے کہا وہ زمانہ قریب ہے جبکہ اس میں پانی نہ رہے گا پھر اس نے پوچھا زغر (شام میں ایک بستی) کے چشمہ کے متعلق بتاؤ اس میں پانی ہے یا نہیں اور اس بستی والے اپنی کھیتیوں کو اس کا پانی دیتے ہیں یا نہیں۔ ہم نے کہا اس میں بھی بہت پانی ہے، اور بستی والے اسی کے پانی سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں پھر اس نے کہا اچھا نبی الامیین کا کچھ حال سناؤ

مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدًا مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِي مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِي عَنْهَا وَإِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مَلَائِكَةً يَحْرُسُونَهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِي الْمِنْبَرِ هٰذِهِ طَيْبَةُ هٰذِهِ طَيْبَةُ هٰذِهِ طَيْبَةُ يَعْنِي مَدِينَةَ أَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ أَلَا إِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ (رواه مسلم) وَرَوَاهُ أَبُو دَاؤُدَ مُخْتَصَرًا قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ عِنْدَ شَرْحِ حَدِيثِ جَابِرٍ مِنْ كِتَابِ الْاِعْتِصَامِ وَقَدْ تَوَهَّمَ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ غَرِيبٌ فَرْدٌ لَيْسَ كَذَالِكَ فَقَدْ رَوَاهُ مَعَ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَبُو هُرَيْرَةَ كَمَا عِنْدَ أَحْمَدَ وَأَبِي يَعْلَى وَعَائِشَةُ كَمَا عِنْدَ أَحْمَدَ وَجَابِرٌ كَمَا عِنْدَ أَبِي دَاؤُدَ ۳۲۶/۱۳ فتح الباري وَذَكَرَ أَنَّ الْبُخَارِيَّ إِنَّمَا لَمْ يُخَرِّجْهُ لِشِدَّةِ الْاِلْتِبَاسِ الْأَمْرِ فِي ذَالِكَ فَتَنَبَّهْ۔

ہم نے کہا وہ مکے سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے ہیں اس نے پوچھا کیا عرب کے لوگوں نے ان کے ساتھ جنگ کی ہے۔ ہم نے کہا ہاں اس نے پوچھا اچھا پھر کیا نتیجہ رہا؟ ہم نے بتایا کہ وہ اپنے گرد و نواح پر تو غالب آچکے ہیں اور لوگ ان کی اطاعت قبول کر چکے ہیں۔ اس نے کہا سن لو ان کے حق میں یہی بہتر تھا کہ ان کی اطاعت کر لیں اور اب میں تم کو اپنے متعلق بتاتا ہوں۔ میں مسیح دجال ہوں، اور وہ وقت قریب ہے جبکہ مجھ کو یہاں سے باہر نکلنے کی اجازت مل جائے گی میں باہر نکل کر تمام زمین پر گھوم جاؤں گا اور چالیس دن کے اندر اندر کوئی بستی ایسی نہ رہ جائے گی جس میں میں داخل نہ ہوں بجز مکہ اور طیبہ کے، کہ ان دونوں مقامات میں میرا داخلہ ممنوع ہے جب میں ان دونوں میں سے کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا اس وقت ایک فرشتہ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے سامنے سے آکر مجھ کو داخل ہونے سے روک دے گا اور ان مقامات (مقدسہ) کے جتنے راستے ہیں ان سب پر فرشتے ہوں گے کہ وہ ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لکڑی منبر پر مار کر فرمایا کہ وہ طیبہ یہی مدینہ ہے۔ یہ جملہ تین بار فرمایا۔ دیکھو کیا یہی بات میں نے تم سے بیان نہیں کی تھی۔ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے بیان فرمائی تھی۔ اس کے بعد فرمایا دیکھو وہ بحر شام یا بحر یمن (راوی کو شک ہے) بلکہ مشرق کی جانب ہے اور اسی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

امام قرطبی نے اپنی مشہور کتاب التذکرہ میں لکھا ہے کہ دجال کی بابت جن سوالات کے تفصیلی جوابات حدیث میں آچکے ہیں وہ یہ ہیں ۱۔ اس کی حقیقت، سببِ خروج، محلِ خروج، وقتِ خروج، شکل و صورت، ساحرانہ کرشمے اس کا دعویٰ اس کے قاتل اور وقتِ قتل کی تعیین، اور یہ بحث بھی کہ وہ ابن صیاد ہے یا کوئی اور، اس بحث سے اس مسئلہ کا فیصلہ بھی ہو جاتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں موجود تھا یا نہیں (دیکھو فتح الباری)۔

ابن صیاد واسمہ وحلیتہ وحلیۃ ابیہ وما فیہ من صفاتہ الغریبۃ

(۱۶۱۴) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْکُثُ اَبُوالدَّجَّالِ ثَلٰثِیْنَ عَامًا لَا یُوْلَدُ لَھُمَا وَلَدٌ ثُمَّ یُوْلَدُ لَھُمَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضْرَسُ وَاَقَلُّہٗ مَنْفَعَۃً تَنَامُ عَیْنَاہُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ ثُمَّ نَعَتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ فَقَالَ اَبُوْہُ طِوَالٌ ضَرْبُ اللَّحْمِ کَاَنَّ اَنْفَہٗ مِنْقَارٌ وَاُمُّہٗ اِمْرَاَۃٌ فِرْضَاخِیَّۃٌ طَوِیْلَۃُ الثَّدْیَیْنِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرَۃَ فَسَمِعْنَا بِمَوْلُوْدٍ فِی الْیَھُوْدِ بِالْمَدِیْنَۃِ فَذَھَبْتُ اَنَا وَالزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی اَبَوَیْہِ فَاِذَا نَعْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھِمَا فَقُلْنَا ھَلْ لَکُمَا وَلَدٌ فَقَالَا مَکَثْنَا ثَلٰثِیْنَ عَامًا لَا یُوْلَدُ لَنَا وَلَدٌ ثُمَّ وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ اَعْوَرُ اَضْرَسُ وَاَقَلُّہٗ

ابنِ صیاد کا نام اس کا اور اس کے باپ کا حلیہ اور اس کی عجیب و غریب صفات کا بیان

(۱۶۱۴) ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجّال کے باپ کے گھر تیس سال تک کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا پھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی ایک آنکھ خراب، ایک دانت باہر نکلا ہوا ہوگا وہ بالکل نکما ہوگا، سوتے میں اگرچہ اس کی آنکھیں بند ہوں گی مگر اس کا دل ہوشیار رہے گا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ماں باپ کا نقشہ بیان فرمایا کہ اس کا باپ لانبا، چھریرے جسم والا، چونچ کی طرح اس کی ناک ہوگی۔ اس کی ماں کے دونوں پستان بڑے بڑے لٹکے ہوئے۔ ابوبکرہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ میں یہود کے گھر اسی قسم کے ایک لڑکے کی پیدائش سنی تو میں اور زبیر بن عوام اس کے دیکھنے کے لئے گئے جب اس کے ماں باپ کے پاس پہنچے دیکھا تو وہ ٹھیک اسی صورت کے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیان فرمائی تھی۔ ہم نے پوچھا تمہارے کوئی بچہ ہے؟ انھوں نے کہا تیس سال تک تو ہمارے کوئی بچہ نہیں تھا اس کے بعد اب ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کی ایک آنکھ خراب ہے اس کا ایک دانت باہر نکلا ہوا ہے وہ بالکل نکما ہے

(۱۶۱۴) جزری کہتے ہیں کہ روایت مذکورہ میں لفظ "اضرس" کاتب کی تصحیف ہے اصل میں "اضرشی" ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں موجود ہے اس بنا پر اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ وہ سراپا مضرت ہی مضرت اور نقصان ہی نقصان ہے۔ احقر کا خیال ہے کہ "ضرس" لغت میں اگرچہ ڈاڑھ کو کہتے ہیں مگر توسعًا اس سے کیلا یعنی کنارے کا لمبا نوکیلا دانت مراد ہو سکتا ہے اور "اضرس" کا ترجمہ لمبے کیلے والا ہو سکتا ہے جیسا کہ آئندہ روایت میں لفظ "طالعۃ نابہ" موجود ہے اس کا ترجمہ بھی یہی ہے کہ اس کا ایک کیلا باہر کی جانب نکلا ہوا ہوگا اس بنا پر تصحیف کہنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

ابن صیاد کی صفات میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ "تنام عیناہ" ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ دل کی بیداری محمود صفت

مُنْقَعِرَةٌ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمَا فَإِذَا هُوَ مُنْجَدِلٌ فِي الشَّمْسِ فِي قَطِيفَةٍ وَلَهُ هَمْهَمَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ مَا قُلْتُمَا قُلْنَا وَهَلْ سَمِعْتَ مَا قُلْنَا قَالَ نَعَمْ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي (رواه الترمذي)

(۱۶۱۵) عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَيَّادٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا أَغْضَبَهُ فَانْتَفَخَ حَتّٰى مَلَأَ السِّكَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلٰى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهُ رَحِمَكَ اللّٰهُ مَا أَرَدْتَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا۔ (رواه مسلم)

اس کی آنکھیں سوتی ہیں مگر اس کا دل خبردار رہتا ہے ہم جو ان کے گھر سے باہر نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دھوپ میں اپنی چادر میں لپٹا ہوا کچھ گنگنا رہا ہے اس نے اپنا سر کھول کر کہا تم کیا باتیں کر رہے تھے؟ ہم نے کہا کیا تو نے ہماری باتیں سن لیں؟ وہ بولا ہاں میری آنکھیں ہی سوتی ہیں ورنہ میرا دل جاگتا رہتا ہے۔ (ترمذی شریف)

(۱۶۱۵) نافع، ابنِ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کی کسی گلی میں ابن عمرؓ کی ابن صیاد سے مڈبھیڑ ہو گئی تو انھوں نے اسے کوئی ایسی بات کہدی جس سے اسے غصہ آگیا تو وہ پھولنے لگا اور ایسا پھولا کہ ساری گلی اس سے بھر گئی اس کے بعد ابن عمرؓ اپنی ہمشیرہ حضرت سیدہ حفصہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کو کہیں یہ قصہ پہلے ہی پہنچ چکا تھا انھوں نے فرمایا اے ابن عمرؓ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تم نے اسے فضول چھیڑا تمہارا کیا مطلب تھا؟ کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ دجال جب نکلے گا تو کسی بات پر غضبناک ہونے کی وجہ ہی سے نکلے گا (مسلم)

بھی ہے اور مذموم بھی۔ جس کا علاقہ عالمِ ملکوت سے قائم ہوتا ہے وہ تو اس بیداری کی وجہ سے عالمِ علوی یعنی عالمِ ملکوت سے وابستہ رہتا ہے اور جس کا علاقہ شیاطین اور جنوں کے ساتھ ہوتا ہے وہ عالمِ سفلی یعنی عالمِ شیاطین سے وابستہ رہتا ہے لہٰذا اس طرح مرکزِ ہدایت اور مرکزِ ضلالت دونوں کو اپنے اپنے عالموں سے مدد پہنچتی رہتی ہے، کُلًّا نُمِدُّ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا۔

روایت مذکورہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال اور اس کے ماں باپ کا نقشہ اور حلیہ بھی بیان فرما دیا تھا اور چونکہ وہ ابن صیاد اور اس کے ماں باپ میں بھی موجود تھا اس لئے ابن صیاد کا معاملہ شروع میں باعثِ فکر بن گیا تھا کہ کہیں یہ وہی دجال تو نہیں کیونکہ جلد اول کی ختم نبوت کی بحث میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپ نے دجال اکبر کے علاوہ تیس ۳۰ سے تیس دجالوں تک کی اور خبر دی ہے جو اسی امت میں پیدا ہوں گے اور دعوئے نبوت کریں گے بہرحال چونکہ اس بچہ میں دجال کا اور اس کے ماں باپ میں دجال کے ماں باپ کا اکثر نقشہ موجود تھا اس لئے اس کے دجال ہونے میں خائف قلوب کو تردد پیدا ہو جانا ایک بالکل فطری اور معقول بات تھی۔

(۱۶۱۵) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد میں بعض باتیں غیر معمولی بھی تھیں مثلاً پھول کر کپّا ہو جانا تو ایک مجاز اردو کا محاورہ ہے مگر وہ حقیقتاً اس طرح پھول جاتا تھا کہ ساری گلی اس سے بھر جائے یہ جنات کے خواص میں سے ہے اس کے بعد ابن عمرؓ کی جو گفتگو حضرت حفصہؓ سے ہوئی اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر دجال یہی ابن صیاد ہے تو بھی اس کے خروج کا وقت یہ نہیں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ یہ ابن صیاد کن کن حالات سے گذرے گا اور پھر اپنے وقتِ مقرر پر ان فتنہ سامانیوں کے ساتھ ظاہر ہوگا جو احادیث میں مذکور ہیں۔

(۱۶۱۶) عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَشُكُّ اَنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ ابْنُ صَيَّادٍ
(رواہ داود، والبیھقی فی کتاب البعث والنشور)

(۱۶۱۷) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدْ فَقَدْنَا ابْنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ (رواہ ابوداؤد)

(۱۶۱۸) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَيَّادٍ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ لِيْ مَا لَقِيْتُ

(۱۶۱۶) نافعؒ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ مجھ کو اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ مسیح دجال وہ ابن صیاد ہی ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۶۱۷) جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب جنگ حرہ ہوئی تھی اس دن کے بعد سے ہم کو ابن صیاد کا پتہ نہیں چلا کہ وہ چلا کہاں گیا؟ (ابوداؤد)

(۱۶۱۸) ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ کے سفر میں میرا اور ابن صیاد کا ساتھ ہوگیا تو

(۱۶۱۶) مذکورہ بالا حالات کی بنا پر ابن عمرؓ کا ایسا یقین کر لینا کچھ بعید نہیں ہے مگر ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اتنی بات بقیہ تفصیلات پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ابن صیاد کا دجال ہونا پھر اپنے وقت پر اس کا ظاہر ہونا بہت آسان ہے اور یہ مختلف نقول اور آئندہ بھی جو آپ کے سامنے پیش ہوں گی ان کا ابہام اس کے فتنہ در فتنہ ہونے کا سبب بن گئی ہیں۔

(۱۶۱۷) ابن صیاد کے حالات زندگی جتنے گوناگوں اختلافات اور ابہام میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں اتنے ہی اس کے حالات گمشدگی بھی ہے حتی کہ کوئی تو اس کا گم ہونا نقل کرتا ہے اور کوئی اس کی موت بھی بیان کرتا ہے بہرحال یہ تمام بیانات آپ کے بعد ہی کے ہیں۔ ان تمام اختلافات کو بھی آپ کے سر کیسے لگایا جا سکتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اس کے بارہ میں ابتداءً تردد کے جو اسباب تھے اس کی حقیقت پہلے بیان ہو چکی ہے اس کے بعد پھر جو آخری بات ہے وہ آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔

(۱۶۱۸) ابن صیاد کے یہ عجیب حالات سب حدیثوں سے ثابت ہیں اور ان سب سے ابہام کے سوا کوئی صاف نتیجہ برآمد نہیں ہوتا حتی کہ اس نے خود جو بیان اپنی صفائی کے لیے پیش کیا تھا اس کو پھر خود ہی اپنی آخر گفتگو سے ہم بنا دیا حتی کہ ابوسعیدؓ کے دل میں اس کی طرف سے اس کی پہلی تقریر سے جو قدرے اطمینان پیدا ہو گیا تھا وہ پھر جاتا رہا۔ پس جبکہ اس کی ذات اور اس کے اقوال میں خود اس درجہ ابہام کے سامان موجود ہیں کہ اس کی موجودگی میں بھی اس کی طرف سے اطمینان حاصل ہونا مشکل مسئلہ بن رہا ہے تو بعد میں اگر روایات کے اختلافات سے اس ابہام کو کچھ اور مدد مل گئی ہو تو اندازہ فرمایئے کہ اب اس کا معاملہ کتنا پیچیدہ ہو جانا چاہیے۔ انسان کے سامنے جزم و یقین کی حالت میں بھی جب کوئی خوفناک منظر آجاتا ہے تو اس کی فطرت غیر اختیاری طور پر ہراساں ہونے لگتی ہے۔

دیکھئے قیامت کا آنا جتنی یقینی بات ہے اتنی ہی یقینی یہ بات بھی ہے کہ قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں نہیں آئے گی لیکن اس کے باوجود جب دنیا کے معمول کے مطابق سورج کو گہن لگتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے قیامت کا نقشہ گھومنے لگتا تھا۔ اسی طرح جب آسمان پر سیاہ بادل منڈلاتے نظر آتے تو آپ کے سامنے قوموں کی ہلاکت کا سماں بندھ جاتا اور آپ پر کرب و بے چینی کا یہ عالم اس وقت تک برابر رہتا جب تک کہ بارش ہو کر بادل صاف نہ ہو جائے۔ پس خوف کے مقامات میں جو غیر اختیاری تردد لاحق ہونا انسانی فطرت ہے اس کو جزم و یقین کے خلاف سمجھنا خود بڑی نافہمی ہے۔ اسی طرح ابن صیاد کے حالات تھے۔ آپ

تَحْتَ قَطِيْفَةٍ لَهٗ فِيْهَا هَمْهَمَةٌ فَاٰذَنَتْهُ اُمُّهٗ فَقَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُو الْقَاسِمِ فَخَرَجَ مِنَ الْقَطِيْفَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَهَا قَاتَلَهَا اللّٰهُ لَوْ تَرَكَتْهُ لَبَيَّنَ فَذَكَرَ مِثْلَ مَعْنٰى حَدِيْثِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اِئْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْتُلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهٗ اِنَّمَا صَاحِبُهٗ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَاِنْ لَّا يَكُنْ هُوَ فَلَيْسَ لَكَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْعَهْدِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْفِقًا اَنَّهٗ هُوَ الدَّجَّالُ (رواه فی شرح السنة)

کہ آپ نے اس کو ایک چادر میں لپٹا ہوا دیکھا کہ اس میں پڑا کچھ گنگنا رہا تھا اس کی ماں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس کو خبردار کر دیا کہ اے عبداللہ دیکھو یہ ابوالقاسم آ گئے ہیں پس وہ اپنی چادر سے باہر نکل آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا ناس کرے اگر یہ اس کو اطلاع نہ دیتی تو سارا معاملہ خود ہی بیان کر دیتا۔ پھر راوی نے حضرت عمرؓ والی حدیث کا قصہ بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے میں اس کو قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا اگر یہ وہی دجال ہے تو تم اس کے قاتل نہیں ہو اس کو تو عیسیٰ بن مریم قتل کریں گے اور اگر یہ وہ نہیں تو ایسے بچہ کا قتل کرنا خیر کی بات نہیں جو ہمارے عہد میں داخل ہو (یعنی ہماری ذمی رعایا ہے) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق یہ خطرہ لگا ہی رہا کہ کہیں وہ دجال اکبر نہ ہو۔

کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں۔ احادیث سے بعض دوسرے مقامات میں بھی ہم کو اس کی نظیر ملتی ہے مثلاً شب قدر، ساعت جمعہ، صلوٰۃ وسطیٰ وغیرہ ان سب کے بارہ میں وثوق کے ساتھ تعیین کا کوئی دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان امور میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں بھی ابہام موجود تھا بلکہ آپ نے تو ان کو بیان فرمایا تھا پھر کسی وجہ سے راویوں کے بیان میں اختلاف ہوا اور اس طرح آخرت کے لئے اس معاملہ کو گویا مبہم بن گیا۔ اب جو جد و جہد کرنے والے افراد تھے انھوں نے شب قدر، ساعت جمعہ اور صلوٰۃ وسطیٰ کی تلاش میں اپنی مساعی تیز کر دیں اور جو بھی ان کا مصداق بن سکتا تھا کسی تحقیق اور تفصیل کے بغیر ان سب مبہم ساعات میں ہی کوشش صرف کر ڈالی جو کسی ایک ساعت کے معین ہونے کی صورت میں کی جا سکتی تھی اور اس طرح یہ تکوینی ابہام ان کے حق میں ایک رحمت بن گیا اسی طرح ابن صیاد کا معاملہ بھی روایات کے اختلافات کی وجہ سے گو مبہم رہا مگر یہ ابہام بھی مید ضائع کے لئے رحمت بن گیا کیونکہ اس ابہام کا اثر اس سے زیادہ اور کیا ہے کہ وہ دجال اکبر تھا یا نہیں۔ اس سے زیادہ اس ابہام کا دیگر تفصیلات پر کوئی اثر نہیں ہے پس اگر ہم کو معین طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکا تو اس کا اقتضاء یہی ہے کہ اب ہم کو اور زیادہ احتیاط لازم ہو گئی دیکھئے اگر اس روایت کی بنا پر ابن صیاد ہی دجال اکبر ہو تو اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کا اثر بقیہ تفصیلات پر اور کچھ نہیں ہے چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کی اجازت مانگی تو آپ نے صاف فرما دیا کہ دجال اکبر کے قاتل ازل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقرر ہو چکے ہیں اور جب یہ ہے تو اللہ تعالیٰ کا علم بدل سکتا ہے اور نہ تم اس کو قتل کر سکتے ہو۔ لہٰذا اس ابہام کو لے کر بقیہ سارے معاملات کو مبہم بنا ڈالنا کج فہمی اور کجروی کے سوا کچھ نہیں۔ اس حدیث کے بقیہ مباحث کی تفصیل تقدیر کے باب میں گزر چکی ہے آخر میں اتنا اور لکھ دینا کافی ہے کہ بہت سے امور مغیبہ کے پیش آنے پر آپ کے چہرے پر تردد اور خوف کا نمودار ہو جانا بھی کسی یقین کے منافی نہیں کہا جا سکتا، نہ ان کو کسی تردد کا باعث قرار دیا جا سکتا ہے (جیسا کہ آئندہ آنے والا ہے)۔ (باقی حاشیہ بر صفحۂ آئندہ)

(۱۶۲۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ یَأْتِیَانِ النَّخْلَ الَّذِیْ فِیْہِ ابْنُ صَیَّادٍ حَتّٰی اِذَا دَخَلَ النَّخْلَ طَفِقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَّقِیْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَھُوَ یَخْتِلُ اَنْ یَّسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَیَّادٍ شَیْئًا قَبْلَ اَنْ یَّرَاہُ وَابْنُ صَیَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰی فِرَاشِہٖ فِیْ قَطِیْفَۃٍ لَہٗ فِیْھَا رَمْزَمَۃٌ فَرَأَتْ اُمُّ ابْنِ صَیَّادٍ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَتَّقِیْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَیَّادٍ اَیْ صَافِ وَھُوَ اسْمُہٗ فَثَارَ ابْنُ صَیَّادٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَکَتْہُ بَیَّنَ وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّاسِ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ ذَکَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّیْ اُنْذِرُکُمُوْہُ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَہٗ قَوْمَہٗ وَلٰکِنْ سَاَقُوْلُ لَکُمْ فِیْہِ قَوْلًا لَّمْ یَقُلْہُ نَبِیٌّ لِقَوْمِہٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِاَعْوَرَ۔ (روی البخاری ھذا السیاق فی باب کیف یعرض الاسلام علی الصبی من کتاب الجھاد واخرج فی باب الملائکۃ)

(۱۶۲۰) ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھ ابی بن کعب اس باغ کی طرف چلے جس میں ابن صیاد رہتا تھا جب آپؐ باغ کے اندر تشریف لائے تو آپ کھجور کے درختوں کی آڑ میں چھپ کر یہ تدبیر کر رہے تھے کہ ابن صیاد کے دیکھنے سے پہلے آپؐ اس کی کوئی بات سن لیں۔ ادھر ابن صیاد اپنے بچھونے پر ایک چادر میں لپٹا ہوا اندر اندر کچھ گنگنا رہا تھا اس کی ماں نے آپؐ کو دیکھ لیا کہ آپ درخت کے تنوں کی آڑ لے رہے ہیں تو فوراً اس نے کہا او صاف! (یہ اس کا نام تھا) ہوشیار۔ بس یہ سن کر ابن صیاد فوراً کھڑا ہو گیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کی ماں اس کو ہوشیار نہ کرتی تو یہ صاف بات کہہ گذرتا۔ سالم کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے فرمایا اس کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں خطبہ دیا اور خدا کی شان کے مناسب حمد و ثنا کی، اس کے بعد دجال کا ذکر کیا اور فرمایا میں تم کو اس کے فتنے سے اسی طرح ڈراتا ہوں جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے اور کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اس سے اپنی قوم کو نہ ڈرایا ہو لیکن ایک بات میں تم کو ایسی صاف بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی وہ یہ کہ تم جان چکے ہو کہ وہ کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہر عیب سے بری ہے وہ کانا نہیں ہو سکتا۔ (بخاری شریف)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آپ کا وجود پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) جو عالم کیلئے رحمت ہی رحمت تھا اس کے موجود ہوتے ہوئے قیامت کا قائم ہو جانا کیسے ممکن تھا وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم لہذا اگر کوئی شخص صرف ان احادیث کو دیکھ کر قیامت کا انکار کر ڈالے یا اس کے وقوع کے تردد میں پڑ جائے تو یہ اسی کی کج فہمی اور قصور فہم کا سبب ہے اس کو حدیثوں کے سر رکھ دینا امر بدیہی ناواقفی ہے اسی طرح احادیث فتن میں اس قسم کے ابہامات پیش آگئے ہیں کہ اپنی اپنی فہم کے مطابق علماء نے ان کی تعیین میں کسی قدر عجلت سے کام لیا ہے حالانکہ جب حدیث میں ان کے ظہور کا وقت متعین ہے اور نہ ان کی تعیین مذکور ہے تو پھر اپنی جانب سے اس کی تعیین میں عجلت بازی سے کام لے کر اس کو حدیث کی طرف منسوب کر ڈالنا خلاف واقع ہے۔

(۱۶۲۱) عن أسماء بنت يزيد قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتي فذكر
الدجال فقال إن بين يديه ثلاث سنين سنة تمسك السماء فيها ثلث قطرها والأرض
ثلث نباتها والثانية تمسك السماء ثلثي قطرها والأرض ثلثي نباتها والثالثة
تمسك السماء قطرها كله والأرض نباتها كله فلا يبقى ذات ظلف ولا ذات ضرس
من البهائم إلا هلك وإن من أشد فتنته أنه يأتي الأعرابي فيقول أرأيت إن
أحييت لك إبلك ألست تعلم أني ربك فيقول بلى فيمثل له الشيطان نحو إبله كأحسن
ما يكون ضروعا وأعظمه أسنمة قال ويأتي الرجل قد مات أخوه ومات أبوه فيقول
أرأيت إن أحييت لك أباك وأخاك ألست تعلم أني ربك فيقول بلى فيمثل له

(۱۶۲۱) اسماء بنت یزیدؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ نے
دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اس کے ظہور سے پہلے تین قحط پڑیں گے۔ ایک سال آسمان کی ایک تہائی بارش
رک جائے گی اور زمین کی پیداوار بھی ایک تہائی کم ہو جائے گی۔ دوسرے سال آسمان کی دو حصے بارش
رک جائے گی اور زمین کی پیداوار دو حصے کم ہو جائے گی اور تیسرے سال آسمان سے بارش بالکل نہ برسے گی
اور زمین کی پیداوار بھی کچھ نہ ہوگی حتی کہ جتنے حیوانات ہیں خواہ وہ کھر والے ہوں یا دانت سے کھانے والے
سب ہلاک ہو جائیں گے اور اس کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک گنوار آدمی کے پاس آکر کہے گا اگر میں
تیرے اونٹ زندہ کر دوں تو کیا اس کے بعد بھی تجھ کو یہ یقین نہ آئے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ کہے گا ضرور
اس کے بعد شیطان اسی کے اونٹ کی سی شکل بن کر اس کے سامنے آئے گا جیسے اچھے تھن اور بڑے کوہان والے
اونٹ ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور شخص کے پاس آئے گا جس کا باپ اور سگا بھائی گزر چکا ہوگا اور اس سے
آکر کہے گا بتلا اگر میں تیرے باپ بھائی کو زندہ کر دوں تو کیا پھر بھی یقین نہ آئے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ کہے گا

(۱۶۲۱) حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ جب اس عظیم ترین فتنے کا ظہور قریب ہوگا تو جس طرح انبیاء علیہم السلام کے
ظہور سے پہلے برکات (ارہاص) کا ظہور شروع ہو جاتا ہے اسی طرح اس فتنے سے پہلے برکات کا خاتمہ ہونا شروع ہو جائے گا۔
بارش، غلہ اور اسی کے ساتھ سب حیوانات ختم ہو جائیں گے۔ اس بے سرو سامانی میں وہ اس ساز و سامان کے ساتھ آئے گا
کہ ایک برباد شدہ کسان کے حیوانات زندہ کر دے گا اور ایک شخص سے اس کے باپ اور بھائی کے دوبارہ زندہ کر دینے کا
وعدہ کرے گا۔ اب سوچئے کہ ضعیف انسان کی بے علمی اور اسی کے ساتھ جب افلاس کی سختی بھی یکجا جمع ہو جائے
تو اس کی آزمائش کا میدان کتنا سخت ہو جائے گا۔ مردہ کا زندہ کرنا ہی کچھ کم بات نہیں پھر ایک کسان کے لئے اس کے
جانور اور ان سے بڑھ کر اس کی اولاد اور اس کے ماں باپ اس سے زیادہ پیاری چیزیں اور کیا ہو سکتی ہیں؟ کون ہے
جو اس فتنہ کا مقابلہ کر سکتا؟۔ اگر کہیں حدیث نے اس کی اعجوبہ نمائیوں کا راز فاش نہ کر دیا ہوتا تو آج بھی بہت سے
ضعیف الایمان تردد میں پڑ جاتے۔ مگر جب یہ بات صاف ہو گئی کہ یہ سب کچھ شیطانی تصرفات اور شعبدے ہوں گے

الشَّيْطَانُ نَحْوَ أَبِيْهِ وَنَحْوَ أَخِيْهِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ رَجَعَ وَالْقَوْمُ فِيْ اِهْتِمَامٍ وَغَمٍّ مِمَّا حَدَّثَهُمْ قَالَتْ فَاَخَذَ بِلُحْمَتَيِ الْبَابِ فَقَالَ مَهْيَمْ اَسْمَاءُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ خَلَعْتَ اَفْئِدَتَنَا بِذِكْرِ الدَّجَّالِ قَالَ اِنْ يَخْرُجْ وَاَنَا حَيٌّ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ وَاِلَّا فَاِنَّ رَبِّيْ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنَّا لَنَعْجِنُ عَجِيْنَنَا فَمَا نَخْبِزُهٗ حَتّٰى نَجُوْعَ فَكَيْفَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ يُجْزِئُهُمْ مَا يُجْزِئُ اَهْلَ السَّمَاءِ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّقْدِيْسِ (رواہ احمد وابوداؤد والطیالسی)

کیوں نہیں؟ بس اس کے بعد شیطان اس کے باپ بھائی کی صورت بن کر آجائے گا۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ یہ بیان فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت سے باہر تشریف لے گئے اس کے بعد لوٹ کر دیکھا تو لوگ آپؐ کے اس بیان کے بعد سے بڑے فکر و غم میں پڑے ہوئے تھے۔ اسماءؓ کہتی ہیں کہ آپؐ نے دروازہ کے دونوں کواڑ پکڑ کر فرمایا اسماء کہو کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ دجال کا ذکر سن کر ہمارے دل تو سینے سے نکلے پڑتے ہیں اس پر آپؐ نے فرمایا اگر وہ میری زندگی میں ظاہر ہوا تو میں اس سے نمٹ لوں گا۔ ورنہ میرے بعد پھر ہر مومن کا نگہبان میرا رب ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا حال جب آج یہ ہے کہ ہم آٹا گوندھنا چاہتے ہیں مگر غم کے مارے اس کو اچھی طرح گوندھ بھی نہیں سکتے چہ جائے کہ روٹی پکا سکیں بھوکے ہی رہتے ہیں تو بھلا اُس دن مومنوں کا حال کیا ہوگا جب یہ فتنہ آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ آپؐ نے فرمایا اس دن ان کو وہ غذا کافی ہوگی جو آسمان کے فرشتوں کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس۔ (احمد)

تو اب کوئی اشکال نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ دجال جب خدائی کا مدعی ہو تو اس کو خدائی کا سامان بھی دکھانا ضروری ہے اس لئے اس کے ساتھ جنت دوزخ کا ہونا بھی ضروری ہے اور مردہ کو زندہ کرنے کا دعویٰ بھی ضروری ہے مگر حدیث کہتی ہے کہ یہ سب کچھ بازیگر کے تماشے سے زیادہ نہ ہوگا۔ چنانچہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا کر اس کو قتل کر دیں گے تو اس کی خدائی کا یہ سارا ڈھونگ ایک بندہ کے ہاتھوں کھل ہی جائے گا۔

شیاطین اور ان کے تصرفات کی تفصیلات انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آپ کے ملاحظہ سے گزریں گی۔ مگر اتنی بات اجمالاً یہاں بھی سن لیجئے کہ امور خیر کی تائید فرشتے اور شر کی شیاطین کرتے رہتے ہیں پھر جو طاقت جتنی بڑی مرکزی ہوتی ہے اسی قدر اس اعانت میں بھی قوت اور ضعف کا فرق ہو جاتا ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام کی تائید میں سارا عالم ملکوت نظر آتا ہے اس کے بالمقابل دجال کی تائید میں سارا عالم شیاطین ہی ہونا چاہئے۔ جن کی نظر صرف ایک عالم مادی اور اس عالم کے بھی ایک مختصر اور محدود گوشہ میں محصور ہو کر رہ جائے۔ ان بیچاروں کے لئے ان حقائق کا سمجھنا بھی مشکل ہے!

(۱۶۲۲) عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَ مَا سَأَلَ اَحَدٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ اَکْثَرَ مِمَّا سَاَلْتُہٗ وَاِنَّہٗ قَالَ مَا یَضُرُّکَ قُلْتُ اِنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَہٗ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَھْرَ مَاءٍ قَالَ ھُوَ اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔ (متفق علیہ)

(۱۶۲۳) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَقِیَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ یَعْنِیْ اِبْنَ صَیَّادٍ فِیْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ ھُوَ اَتَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ مَاذَا تَرٰی قَالَ اَرٰی عَرْشًا عَلَی الْمَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرٰی عَرْشَ اِبْلِیْسَ عَلَی الْبَحْرِ

(۱۶۲۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ دجال کے متعلق جتنے سوالات میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے ہیں اتنے کسی اور شخص نے نہیں کئے، آپ نے فرمایا کہ دجال بھلا تم کو کیا نقصان پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کی لوگ تو یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی (یعنی قحط میں رزق کا پورا سامان ہوگا) آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ حقیر و ذلیل تر ہے کہ اس کو یہ سازو سامان ملے (جو ہوگا اس کی حقیقت سب شعبدہ بازی اور نظر بندی سے زیادہ نہ ہوگی جیسے ساحرین فرعون کی رسیوں کی)۔

(۱۶۲۳) ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ کا اور ابن صیاد کا مدینہ کے کسی راستے میں کہیں آمنا سامنا ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا: تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں یقیناً اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، اس پر وہ بدبخت بولا: اچھا کیا آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کا یہ جملہ سن کر آپ نے فرمایا میں تو اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر اور سب رسولوں پر ایمان لا چکا۔ (اس کے بعد آپ نے اس سے پوچھا) بھلا تجھے نظر کیا آتا ہے؟ وہ بولا مجھ کو پانی پر عرش (ایک تخت) نظر آتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو عرش ابلیس ہے جو تجھ کو سمندر پر نظر آتا ہے۔ اچھا تجھ کو اور کیا

(۱۶۲۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سب سے پہلے اس سے اپنی رسالت کے متعلق سوال کیا کہ مقبول یا مردود ہونے کا سب سے پہلا معیار یہی ہے مگر اس نے شروع ہی بے نامعقول بات شروع کی اور اپنے متعلق آپ سے یہی سوال کیا اس پر آپ کا جواب کتنا بلیغ تھا کہ آپ نے کسی بے اصل بات کو قابل تردید بھی نہیں سمجھا کیونکہ تردید بھی اسی بات کی کی جاتی ہے جس کا کوئی امکان بھی ہو لہذا آپ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان کا اظہار کرکے اس کو صحیح جواب بھی دیدیا اور خاص اس کے سوال کے جواب سے اعراض بھی کرلیا۔ اس کے بعد جب آپ نے مزید تحقیق فرمائی تو اس نے ایک عرش دیکھنا بتایا۔ آپ نے وضاحت فرمادی کہ وہ تو عرش شیطان ہے اس نے بھی اپنے اعوان و انصار کے لئے ایک عرش بچھا رکھا ہے

قَالَ وَمَا تَرٰی قَالَ اَرٰی صَادِقَیْنِ وَکَاذِبًا اَوْ کَاذِبَیْنِ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لُبِسَ عَلَیْہِ فَدَعُوْہُ (رواہ مسلم)

(۱۶۲۴) وَعَنْہُ اَنَّ ابْنَ صَیَّادٍ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ تُرْبَۃِ الْجَنَّۃِ فَقَالَ دَرْمَکَۃٌ بَیْضَاءُ مِسْکٌ خَالِصٌ (رواہ مسلم)

(۱۶۲۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقِیْتُہٗ وَقَدْ نَفَرَتْ عَیْنُہٗ فَقُلْتُ مَتٰی فَعَلَتْ عَیْنُکَ مَا اَرٰی قَالَ لَا اَدْرِیْ قُلْتُ لَا تَدْرِیْ وَھِیَ فِیْ رَاْسِکَ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ خَلَقَھَا فِیْ عَصَاکَ قَالَ فَنَخَرَ کَاَشَدِّ نَخِیْرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ (رواہ مسلم)

(۱۶۲۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اَطُوْفُ بِالْکَعْبَۃِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ یَنْطِفُ اَوْ یُھَرَاقُ رَاْسُہٗ مَاءً قُلْتُ مَنْ ھٰذَا قَالُوْا

نظر آتا ہے؟ وہ بولا میرے پاس دو سچے ایک جھوٹا، یا دو جھوٹے تو ایک سچا شخص نظر آتا ہے آپ نے فرمایا چھوڑو اس کو خود ہی اپنی حقیقت کا پتہ نہیں (مسلم)۔

(۱۶۲۴) ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ابن صیاد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جنت کی مٹی کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ میدہ کی طرح سفید اور مشک خالص کی طرح خوشبودار ہے۔ (مسلم شریف)

(۱۶۲۵) ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابن صیاد کو جب میں نے دیکھا تھا تو اس وقت اس کی آنکھ خراب ہو چکی تھی میں نے پوچھا تیری یہ آنکھ کب خراب ہوئی؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کہا اچھا وہ تیرے سر میں ہے اور پھر بھی تجھ کو معلوم نہیں اس نے کہا اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو تیری لکڑی میں اسے پیدا فرما دے۔ یہ کہہ کر اس نے ایک ایسی زور کی آواز نکالی جیسے گدھے کی زور کی چیخ ہوتی ہے۔

(۱۶۲۶) ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں سو رہا تھا اور خواب میں طواف کر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہیں گندم گوں رنگ سیدھے سیدھے بال یوں معلوم ہوتا ہے کہ

اس کے بعد جب آپ نے اس کے پاس خبریں لانے والے کے متعلق سوال کیا تو بات بالکل صاف ہو گئی کیونکہ نبی کو خبر دینے والے میں کاذب ہونے کا احتمال ہی نہیں ہوتا وہ صادق ہی صادق ہوتا ہے جس کو دو سچے اور ایک جھوٹا یا اس کے برعکس خبریں معلوم ہوں تو یہ اس کے کاہن ہونے کی دلیل ہے اس لئے اس کے بعد آپ نے اس سے اور کوئی سوال نہیں کیا اور بات صاف ہو گئی۔ اس حدیث میں ایک قابل غور بات یہ بھی نکلتی ہے کہ ابن صیاد میں دجالیت کی علامات میں تدریج بھی ہے جیسا کہ وقد نفرت عینہ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے اسی پر دوسری علامات کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

(۱۶۲۶) دوسری حدیثوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ وہ عروۃ بن مسعودؓ کے بہت مشابہ ہیں اس حدیث کی تشبیہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان ہر دو افراد سے مراد خاص خاص اشخاص ہیں تو م انگریز یا وہ شخص مراد نہیں جو عیسیٰ ابن مریم کی صفات یا ہیئت کا حامل نہ ہو جیسا کہ یہاں بعض عیسیٰ کا دعویٰ ہے۔

ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيْمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ۔ (رواہ البخاری)

(۱۶۲۷) عَنْ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِيْ فَقَالَ لِيْ مَا يُبْكِيْكِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ فَبَكَيْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا حَيٌّ كَفَيْتُكُمُوْهُ وَإِنْ يَخْرُجِ الدَّجَّالُ بَعْدِيْ فَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ إِنَّهُ يَخْرُجُ فِيْ يَهُوْدِيَّةِ أَصْفَهَانَ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَدِيْنَةَ فَيَنْزِلُ نَاحِيَتَهَا وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِّنْهَا مَلَكَانِ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ شِرَارُ أَهْلِهَا حَتّٰى يَأْتِيَ الشَّامَ مَدِيْنَةً بِفِلَسْطِيْنَ بِبَابِ لُدٍّ وَقَالَ أَبُوْ دَاؤُدَ مَرَّةً حَتّٰى يَأْتِيَ فِلَسْطِيْنَ بِبَابِ لُدٍّ فَيَنْزِلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً إِمَامًا عَدْلًا وَحَكَمًا مُّقْسِطًا۔ (مسند احمد)

کہ ان کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں، لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) پھر جو میری توجہ ذرا دوسری طرف گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا لمبا چوڑا آدمی سرخ رنگ سخت گھونگر والے بال، آنکھ سے کانا ایک آنکھ ایسی تھی جیسا اُبھرا ہوا انگور لوگوں نے بتایا یہ ہے دجال اکبر، اور سب سے زیادہ مشابہ شخص دیکھنا چاہو تو بس خزاعہ قبیلہ کا یہ عبدالعزی بن قطن ہے وہ ٹھیک اسی صورت کا تھا۔

(۱۶۲۷) حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے دیکھا میں رو رہی تھی، آپؐ نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے دجال کا ذکر اس طرح فرمایا کہ اس غم میں مجھ کو بیساختہ رونا آ گیا۔ آپؐ نے فرمایا اگر وہ نکلا اور میں اس وقت موجود ہوا تو تمہاری طرف سے میں اس سے نمٹ لونگا اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو پھر یہ بات یاد رکھنا کہ تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے (اور وہ کانا ہوگا) جب وہ نکلے گا تو اس کے ساتھی اصفہان کے یہود ہوں گے یہانتک کہ جب مدینہ آئے گا تو یہاں ایک طرف آ کر اترے گا اس وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ پر دو دو فرشتے نگراں ہوں گے جو اس کو اندر آنے سے مانع ہوں گے مدینہ میں جو بداعمال لوگ آباد ہیں وہ نکل کر خود اس کے پاس چلے جائیں گے اس کے بعد وہ فلسطین میں باب لد پر آئے گا عیسیٰ علیہ السلام نزول فرما چکے ہوں گے اور یہاں وہ اس کو قتل کریں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک ایک منصف امام کی حیثیت سے زمین پر زندہ رہیں گے۔ (مسند احمد)

فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ ـ (رواه البخاری ۱۰۵۵) وَزَادَ مُسْلِمٌ وَإِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ عَلَيْهَا ظَفَرَةٌ غَلِيظَةٌ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَأُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ أَوْ غَيْرُ كَاتِبٍ وَفِي رِوَايَةٍ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ـ ف ـ ر ـ وَفِي رِوَايَةٍ الْكَافُ وَالْفَاءُ وَالرَّاءُ

جس کو بھی یہ زمانہ ملے اس کو چاہیے کہ جو آگ معلوم ہو وہ ہی ہو اسی میں داخل ہو جائے کیونکہ درحقیقت وہ آب خنک ہوگا۔ یہاں مسلم کی روایت میں اتنا اضافہ اور ہے کہ دجال کی ایک آنکھ میں موٹا سا ناخونہ ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر کے حروف علیحدہ علیحدہ لکھے ہوئے ہوں گے جس کو ہر مومن پڑھ لے گا چاہے وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی آنکھوں کے درمیان ک۔ ف۔ ر۔ اور ایک روایت میں۔ کاف۔ الف۔ را۔ ہوگا

کم از کم ایک منصف کے لئے حقیقت یہ ہے کہ دجال اگر قوم کا لقب ہو تو ابن صیاد کے متعلق حدیثیں اس کی تردید کے لئے کافی ہیں کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ ابن صیاد کسی قوم کا لقب تھا اور نہ اس کے وجود شخصی کے دیکھ لینے کے بعد اور اس کے والدین کے نام و نسب کی تحقیق کے بعد اس کی گنجائش نکل سکتی ہے پھر ابن صیاد کے دجال کہنے سے احادیث صحیحہ کے انکار کے سوا اور فائدہ کیا جبکہ احادیث صحیحہ میں یہ بیان موجود ہے کہ اس کا قاتل عمرؓ جیسا شخص بھی نہیں ہو سکتا بلکہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مقرر ہیں اور وہ بھی اس ثبوت کے لئے اپنے نیزہ میں اس کا خون دکھا دکھا کر یہ یقین دلائیں گے کہ میں جو عالم تقدیر میں اس کا قاتل مقرر ہو چکا ہوں وہ کوئی معنوی قتل نہیں ہے جو صرف کتابوں کے لکھ دینے سے پورا ہو جاتا بلکہ ایک حسی قتل ہے۔

فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ۔ (رواہ البخاری ص ۱۰۵۷) وَزَادَ مُسْلِمٌ وَإِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ عَلَيْهَا ظَفْرَةٌ غَلِيظَةٌ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ أَوْ غَيْرُ كَاتِبٍ وَفِي رِوَايَةٍ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك۔ ف۔ ر۔ وَفِي رِوَايَةٍ الْكَافُ وَالْفَاءُ وَالرَّاءُ

جس کو بھی یہ زمانہ ملے اس کو چاہیے کہ جو آگ معلوم ہو رہی ہو اُسی میں داخل ہو جائے کیونکہ درحقیقت وہ آبِ خنک ہوگا۔ یہاں مسلم کی روایت میں اتنا اضافہ اور ہے کہ دجال کی ایک آنکھ میں موٹا سا ناخونہ ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر کے حروف علیحدہ علیحدہ لکھے ہوئے ہوں گے جس کو ہر مومن پڑھ لے گا چاہے وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی آنکھوں کے درمیان ک۔ ف۔ ر۔ اور ایک روایت میں۔ کاف۔ الف۔ را۔ ہوگا

کم از کم ایک منصف کے لیے حقیقت یہ ہے کہ دجال اگر قوم کا لقب ہو تو ابن صیاد کے متعلق حدیثیں اس کی تردید کے لیے کافی ہیں کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ ابن صیاد کسی قوم کا لقب تھا اور نہ اس کے وجود شخصی کے دیکھ لینے کے بعد اور اس کے والدین کے نام و نسب کی تحقیق کے بعد اس کی گنجائش نکل سکتی ہے پھر ابن صیاد کے دجال کہنے سے احادیثِ صحیحہ کے انکار کے سوا اور فائدہ کیا جبکہ احادیثِ صحیحہ میں یہ بیان موجود ہے کہ اس کا قاتل عمرؓ جیسا شخص بھی نہیں ہو سکتا بلکہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مقرر ہیں اور وہ بھی اس ثبوت کے لیے اپنے نیزہ میں اس کا خون دکھا دکھا کر یہ یقین دلائیں گے کہ میں جو عالمِ تقدیر میں اس کا قاتل مقرر ہو چکا ہوں وہ کوئی معنوی قتل نہیں ہے جو صرف کتابوں کے لکھ دینے سے پورا ہو جاتا بلکہ ایک حسی قتل ہے۔

دجالی فتنہ

یہ واضح رہنا چاہئے کہ وہ دجالی فتنہ جس کا حدیثوں میں تذکرہ آتا ہے اور جس سے تحفظ کا علاج سورۂ کہف کی تلاوت کرنا قرار دیا گیا ہے وہ اسی کے دور میں ظہور پذیر ہوگا۔ جبکہ ایک طرف وہ خدائی کا دعویٰ اور اس سے پہلے رسالت کا دعویٰ کرے گا اور اس کے ساتھ ایسے خارقِ عادات افعال بھی دکھلائے گا جو بظاہر اس کے دعوے کے مؤید نظر آئیں گے اور اس وجہ سے بہت سے لوگوں کے ایمان متزلزل ہوجائیں گے ہمارے زمانے میں مادی ترقیات خواہ کتنی بھی ہوجائیں وہ سب مادی قوانین کے تحت ہیں ان کو دجالی فتنہ سمجھنا بالکل بے محل بلکہ خلاف واقع بات ہے اس میں شبہ نہیں کہ موجودہ زمانے میں جو جدید ایجادات سامنے آرہی ہیں وہ عجیب سے عجیب تر ہیں لیکن موجودہ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں سب ہی اس میں شریک ہیں اور اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے مسابقت میں خوب سرگرم ہیں اور ابھی یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس میدان کا ہیرو کون ہے اس لئے ابھی ان میں سے کسی کو دجالی فتنہ قرار دینا قبل از وقت ہے بلکہ ان کو اس کے مقدمات میں شمار کرنا بھی صحیح نہیں۔ اس کا مقدمہ دینی جہل، ضعفِ ایمانی اور طغیانی طاقتوں کا ہمہ گیر اقتدار ہے۔

حدیثوں میں صاف طور پر مذکور ہے کہ دجال خود یہودی النسل ہوگا اور اس کے تمام متبعین بھی سب یہودی ہوں گے اور من حیث القوم وہی اس پر ایمان لائیں گے اس لئے دجالی فتنہ کا مرکز درحقیقت یہود ہیں اور اس لئے ہمارے زمانے میں یہودی مملکت کا قیام اور ان کی متفرق طاقتوں کا ایک مرکز پر جمع اور اسی جگہ جمع ہونا جہاں عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور مقدر ہے اگر اس کو دجالی فتنہ کا مقدمہ کہا جائے تو بجا ہوگا اب رہے نصاریٰ تو وہ ابھی تک عیسائیت کے کم از کم دعویدار ضرور ہیں، اور گو حیوانیت کے آخر نقطہ پر پہنچ چکے ہیں مگر ان کا زبانی دعویٰ اب بھی صلیب پرستی ہی کا ہے۔ ادھر روس گو مدعی الوہیت تو نہیں لیکن اس سے بڑھ کر خدائے برحق کا علی الاعلان منکر بھی کوئی نہیں۔ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے بعد عیسائی تو ان پر ایمان لے آئیں گے جیسا کہ وان من اھل الکتاب (سورۂ نساء) کی تفسیر میں آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں اور یہودی ایک ایک کرکے قتل ہوجائے گا حتی کہ اگر وہ کسی درخت کی آڑ میں چھپ کر پناہ لینا چاہے گا تو وہ درخت بول اٹھے گا:
"دیکھو میرے پیچھے یہ یہودی ہے اس کو بھی قتل کرو"۔ اس سوانح حیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دجالی فتنہ کا

تمام تر تعلق یہود کے ساتھ ہوگا۔ ہمارے زمانے کی مادی ترقیات کے ساتھ اس کا تعلق کچھ نہیں ہے اور نہ ان اقوام میں سے خاص طور پر کسی ایک قوم کے ساتھ ہے جن کے ذریعہ یہ ترقیات سامنے آرہی ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ پھر سورۂ کہف کے اور اس فتنہ سے تحفظ کے درمیان ربط کیا ہے کہ اسی کی تلاوت کو اس سے تحفظ کا سبب قرار دیا گیا ہے تو اولاً اصولاً یہ سمجھ لیجئے کہ خوارق جس طرح خود سببیت اور مسببیت کے علاقہ سے باہر نظر آتے ہیں اسی طرح جو افعال ان کے مقابل ہیں وہ بھی سببیت کے علاقہ سے بالاتر ہوتے ہیں مثلاً نظر کا لگنا سب جانتے ہیں کہ یہ صحیح حقیقت ہے اور گو علماء نے اس کی معقولیت کے اسباب بھی لکھے ہیں مگر بظاہر اس کا کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا اسی لئے بہت سے اشخاص تو اب تک اس کے قائل ہی نہیں اور اس کو صرف ایک وہم پرستی اور تخیل سمجھتے ہیں لیکن اس کے دفعیہ کے لئے جو صورتیں مجرب ہیں وہ بھی اکثر اسی طرح غیر قیاسی ہیں۔ اسی طرح سمی جانوروں کے کاٹنے کے جو منتر اور افسوں ہیں وہ اکثر یا تو بے معنی ہیں اور جن کے معنی کچھ مفہوم ہیں بھی ان میں سمیت دفع کرنے کا کوئی سبب ظاہر نہیں ہوتا۔ حدیثوں میں بہت سی سورتوں کے خواص مذکور ہیں مثلاً سورۂ فاتحہ کہ وہ بہت سے لا علاج امراض کے لئے شفا ہے اب یہاں ہر جگہ اس مرض اور اس سورت کے مضامین میں مناسبت پیدا کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملانا بیکار کی سعی ہے۔ پھر اس قسم کی ذہنی مناسبات انسانی دماغ ہر جگہ نکال سکتا ہے اس لئے ہمارے نزدیک اس کاوش میں پڑنا مفت کی دردسری ہے۔ لیکن با ایں ہمہ اگر سورۂ کہف اور دجالی فتنہ کے درمیان کوئی تناسب معلوم کرنا ہی ناگزیر ہو تو پھر بالکل صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ اصحاب کہف بھی کفر و ارتداد کے ایک زبردست فتنہ میں مبتلا ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان کے دل مضبوط رکھے اور اسلام پر ان کو ثابت قدم رکھا جیسا کہ اس سورت کے شروع ہی میں ارشاد ہے: وربطنا علیٰ قلوبھم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونہ الٰھا لقد قلنا اذاً شططاً۔

پس جس طرح صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ محفوظ رہے تھے اسی طرح جب دجال کا سب سے زبردست ارتداد کفر کا فتنہ نمودار ہوگا تو اس وقت بھی صرف امداد الٰہی ہی سے لوگوں کے ایمان مضبوط رہیں گے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ اس سورۃ کا نزول کفار کی فرمائش پر ہوا تھا، اس لئے بس قصے ان کے جواب میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اور اس مناسبت کا یعنی فتنۂ دجال اور سورہ کہف سے اس سے تحفظ کا کہیں ذکر نہیں آتا صرف ایک قیاس آرائی اور قافیہ بندی ہی کہا جا سکتا ہے اور جس کو حدیثِ قرآن سے کوئی مناسبت نہ ہو وہ ان بے تکی باتوں میں پڑ سکتا ہے۔ دجال سے قبل ہی

چند نشانیاں نہیں بلکہ بہت سی علامات مذکور ہیں جن کے اور دجال کے درمیان جوڑ لگانا ایک بڑی دردسری ہے یہاں قرآن کریم نے اپنی صفات میں سے جہاں اپنا "قیم" ہونا ذکر فرمایا ہے اور عیسائیت کی تردید فرمائی ہے وہ قرآن کے عام مضامین میں سے ایک اہم مضمون ہے جو متعدد اسالیب سے متعدد سُوَر میں مذکور ہے لیکن ان سُوَر کی تلاوت کو کہیں یاد نہیں آتا کہ دجالی فتنے کے تحفظ کے لئے شمار کیا گیا ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہو نہ ہو اس سورۂ خاصہ میں کوئی سبب دوسرا ہوگا۔ ابھی آپ سن چکے ہیں کہ اس سورت کے اول میں چند اشخاص کے تحفظِ ایمان کی ایسی عجیب صورت مذکور ہے جس کو قرآن نے اپنے الفاظ میں یوں ادا فرمایا ہے: وتحسبهم ايقاظا وهم رقود۔

گو کہ یہ واقعہ قدرتِ الٰہیہ کے سامنے کچھ تعجب خیز نہ ہو لیکن ایک ضعیف البنیان انسان کیلئے ایک ایسا واقعہ ہے کہ اگر وہ اس کی نظروں میں تعجب خیز نظر آئے تو کچھ تعجب نہیں۔ اس واقعہ کو ذکر فرما کر قرآن کریم نے جو نتیجہ خود اخذ کیا ہے وہ اثباتِ قیامت ہے چنانچہ اس قصے کو پورا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا: وكذلك اعثرنا عليهم ليعلموا ان وعد الله حق وان الساعة اتية لا ريب فيها۔ اور دجال کی طرف کہیں اشارہ تک یاد نہیں آتا۔ ہاں حدیث میں بیشک اس سورت کے اوائل کے ساتھ اس کے اواخر کا تذکرہ ملتا ہے۔ اب اگر اوائل میں کھینچا تانی کرکے عیسائیت کو دجالی فتنہ قرار دے ڈالا جائے تو پھر اس کے اواخر کے متعلق کیا کہا جائے گا جن میں عیسائیت کی تردید پر کوئی زور نہیں دیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دجالی فتنے سے اور عیسائیت کی تردید سے یہاں کوئی تعلق نہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس فتنے میں روس عیسائیوں سے دو قدم آگے نظر آتا ہے تو پھر بے جوڑ بات کہنے کی ضرورت کیا اور عیسائیوں کے تقدم کو اس کی انتہائی شناعت کے باوجود دجالی فتنہ قرار دے ڈالنے سے غرض کیا۔ اصل یہ ہے کہ بہت سی قومیں جب دجال کا ظہور نہ پا سکیں تو انھوں نے دجال کی احادیث کی پیش گوئیاں پورا کرنے کے لئے خواہ مخواہ کی یہ زحمت اٹھائی۔ یہ زحمت اُس زحمت سے کم نہیں جنھوں نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول اپنے زمانے میں نہ دیکھ کر خود عیسٰی ابن مریم بننے کی سعیِ ناتمام کی، اگرچہ اُن کے اور عیسٰی علیہ السلام کے مابین شہر اور نام اور کام اور محل دفن وغیرہ کا اختلاف ہی کیوں نہ ہو مگر اس پر بھی آخرکار انھوں نے ایک عیسٰی ابن مریم تجویز ہی کر لیا اور لاکھوں انسانوں نے ان کی اس بدیہی غلطی میں تقلید ہی کر ڈالی۔ اسی طرح یہاں عیسائیوں کا جرم تو مسلم ہے مگر انہی کو دجالی فتنہ قرار دے ڈالنا پھر سورۂ کہف کی تلاوت کو اس سے تحفظ کا سبب سمجھ لینا یہ علمی غلطی ہے جس کا نہ احادیث سے کوئی پتہ لگتا ہے اور نہ تاریخ کا

کوئی ثبوت۔ ہاں اگر صرف قیاس آرائی کافی ہو تو بات دوسری ہے، ورنہ عیسائیوں کو تو ان پر ایمان لانا ہے۔ ہاں یہودیوں کو ان کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترجانا ہے اور اس طرح ان دونوں قوموں کا حشر آنکھوں کو نظر آتا ہے۔ پھر دجالی فتنے کو ان پر منطبق کرنا کہاں تک صحیح ہوسکتا ہے کچھ گنجائش ہے اور دجالی فتنے کو کسی فریق پر منطبق کرنا ہی ہے تو یہود کے حق میں اس کا کوئی امکان پیدا ہوسکتا ہے اور بس۔

والحمد للہ اولاً و آخراً

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ الذین فی اولھم نبیھم و اٰخرھم الامام المھدی علیہ السلام (واما الدجال الاکبر فھو من الیھود لیس منا و لسنا منہ لعنہ اللہ لعناً کبیراً)

چہارشنبہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۶۵ء

المدینۃ المنورۃ

تمت

نفائس النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید نفیس الحسینی

نفیس منزل
۱۷۷/۳ کریم پارک ○ لاہور
فون: ۷۷۲۸۱۹۰

قاسم العلوم والخیرات

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نور اللہ مرقدہ

اپنے معاصر تذکرہ نگاروں کی نظر میں

ترتیب

سید نفیس الحسینی

ناشر
سید احمد شہید اکادمی
نفیس منزل
۱۷۷/۳ کریم پارک ○ لاہور
فون: ۷۷۲۸۱۹۰

سید احمد شہید سے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے روحانی رشتے

سید نفیس الحسینی

ناشر

سید احمد شہید اکادمی

نفیس منزل

۱۷۷/۳ کریم پارک ○ لاہور

فون: ۷۷۲۸۱۹۰

شعرِ الفراق

بیاد

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہ (م ۱۳۲۳ھ)

قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوری قدس سرہ (م ۱۳۳۷ھ)

قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہ (م ۱۳۸۲ھ)

تالیف: نفیس الحسینی

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

لاہور ○ پاکستان

قادیانیت

مطالعہ ـــ و ـــ جائزہ

از

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ
و
رکن عربی اکادمی، دمشق

ناشر
سید احمد شہید اکیڈمی
لاہور ○ پاکستان

نستعلیق نامہ

اثرِ خامہ نفیس رقم

جمع و ترتیب

حافظ سید انیس الحسن رحمہ اللہ

ناشر
دارالنفائس
کریم پارک، راوی روڈ لاہور

مطبع: اولمپیا آرٹ پریس

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

الحسن والحسین

"ہما ریحانتای من الدنیا"

"حسن اور حسین میری دنیا کی بہار ہیں"

رضی اللہ عنہما

الصحیح البخاری

حبِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تقریظ: سید ابوبکر غزنوی

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

کے بارے میں

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کا صحیح مسلک

تحریر

مولانا محمد اویس ندوی نگرامی رحمہ اللہ سابق استاذ التفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

سیدنا علی و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما

مصنف

برِ صغیر کے مایۂ ناز مؤرخ و محقق اور عالمِ دین

قاضی اطہر مبارکپوری کی لاجواب تصنیف

جس میں

حضرات علیؓ۔ حسینؓ۔ حسنؓ۔ ابن زبیرؓ۔ معاویہؓ۔ اور یزید
عمر بن سعد اور عبید اللہ بن زیاد و غیرہم کے معاملات و قضایا پر
حدیث اور تاریخ و رجال کی صحیح اور مستند کتابوں سے روشنی ڈالی
گئی ہے اور کتاب

خلافت معاویہ و یزید

کی افترا پردازیوں، غلط بیانیوں اور عبارتوں میں قطع و برید کی کارستانیوں کو بے نقاب کیا گیا ہے نیز جن کتابوں سے اس کے مولف نے اپنا غلط مقصد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ان ہی کتابوں سے صحیح واقعات اس طرح بیان کئے گئے ہیں کہ طبع سلیم اور عقل مستقیم ان تشاجرات و قضایا کے بارے میں مطمئن ہو جائے۔

تلخیص

سید نفیس الحسینی